2 خطبات مسجد نبوی سیریز

ارکانِ اسلام

مسجد نبوی کے خطبات سے ماخوذ

از قلم

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم
امام وخطیب مسجد نبوی شریف

مترجم بالأردو

اسلام کے ارکان

مسجد نبوی کے خطبات سے ماخوذ

کتاب لوڈ کرنے کے لیے بار کوڈ اسکین کریں

a-alqasim.com

مسجد نبوی کا سلسلۂ خطبات ۲

اسلام کے ارکان

مسجد نبوی کے خطبات سے ماخوذ

تالیف

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم

امام وخطیب، مسجد نبوی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، درود و سلام ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر، اوران کی آل واولاد اور تمام صحابہ کرام پر۔

اسلام کے پانچ ارکان انہی قواعد اصول کا نام ہے جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، اور کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان (ارکان) کو قول و عمل اور عقیدہ کے اعتبار سے پختہ اور مضبوط نہ کرلے، یہ ارکان: شہادتین کااقرار، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج ہیں۔

ان (ارکان) کی اہمیت کے پیش نظر میں نے ان میں سے ہر ایک رکن پر مسجد نبوی میں خطبہ دیا، بعد ازاں انہیں الگ کر کے اس کتاب میں ترتیب دیا، ان خطبوں کی تعداد ۱۹ ہے، اور اسے میں نے: «**اسلام کے ارکان؛ مسجد نبوی کے خطبات سے ماخوذ**» کا نام دیا ہے۔

اللہ سے دعا گو ہوں کہ اس کے ذریعہ نفع پہنچائے اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے۔

درود و سلام نازل ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم
امام وخطیب، مسجد نبوی شریف

شہادتین

کلمۂ توحید کی فضیلت (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندوں! اللہ کا کماحقہ تقوی اختیار کرو اور اسلام کے مضبوط کڑا کو لازم پکڑو۔

مسلمانوں! مخلوق کی عزت، اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ ہونے اور ہمیشہ اس کی عبادت کرنے میں ہے، یہی تخلیق اور اوامر الٰہی کی حکمت ہے، اور اسی کے سبب دنیا وآخرت کی فلاح وکامرانی حاصل ہوتی ہیں۔

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

"اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی"۔[الأحزاب: 71]

فرحت وانبساط، سرور ولذت، خوش گوار وقت اور حقیقی نعمت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کی معرفت، اس کی توحید کا علم اور اس پر ایمان لانے میں ہے۔

اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہتر اور پسندیدہ کلام وہ ہے جس میں اس کی مدح وثنا شامل ہو، اور مدح وثنا کے کلمات میں کلمۂ توحید «لا إله إلّا اللّهُ» سب سے بہتر کلمہ ہے، یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کی بنیاد پر زمین وآسمان قائم ہے، اسی کے سبب موجودات کی تخلیق عمل میں لائی گئی اور اسی کے سبب اللہ نے

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ٦ جمادی الاولی، سن ١٤٣٨ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

اپنی کتابیں اور اپنے رسولوں کے نازل کرنے کا سلسلہ جاری کیا، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو"۔[الأنبياء: 25]

اور اسی کلمہ کی وجہ سے رسولوں نے اپنی قوموں کو ڈرایا، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَنۡ أَنذِرُوٓاْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱتَّقُونِ﴾

"کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو"۔[النحل: 2]

اللہ نے اس کلمہ کی گواہی خود اپنی ذات سے لی نیز اپنی سب سے افضل مخلوقات کو اس پر گواہ بنایا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلۡعِلۡمِ قَآئِمَۢا بِٱلۡقِسۡطِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

"اللہ تعالی، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔[آل عمران: 18]

ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یہ سب سے جلیل القدر، عظیم المرتبت، مبنی بر عدل اور سب سے سچی گواہی ہے، جس کی گواہ سب سے جلیل القدر ذات ہے اور گواہی بھی سب سے جلیل القدر شے کی ہے"۔

تمام شریعتوں کی بنیاد اسی کلمہ پر ہے اور دین پورا کا پورا اسی کلمہ کے حقوق کی تکمیل کے لیے ہے، ثواب بھی مکمل طور پر اسی کلمہ کی گواہی پر مبنی ہے اور عقاب بھی اسی کلمہ کے ترک یا اس کے حقوق میں کوتاہی کرنے میں ہے، بڑا بلند مرتبت اور بے شمار فضیلتوں والا کلمہ ہے، الغرض یہی کلمہ علی الاطلاق اسلام کی چوٹی، اس کا سب سے اولین رکن اور عظیم بنیادوں میں سے ہے، اسی پر تمام ارکان قائم رہتے ہیں اور یہ

ایمان باللہ کا رکن اور اس کا سب سے عظیم پہلو ہے، لہذا بغیر اس کے نہ ایمان صحیح رہتا ہے اور نہ ہی اس کے بغیر اس کی درستگی ممکن ہے۔

ملت اسلامیہ کی بنا بھی اسی پر ہے اور قبلہ کی توجیہ بھی اسی پر کی گئی ہے، یہ اللہ رب العالمین کا اپنے تمام بندوں پر خالص حق ہے، اسلام کا کلمہ اور جنت کی کنجی ہے، اسی کے سبب لوگ بد بخت و نیک بخت اور بارگاہ الٰہی میں مقبول یا راندۂ درگاہ ہوتے ہیں، یہ کلمہ کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے، بولنے والوں نے اس بہتر کوئی کلام ادا نہیں کیا نہ ہی عمل کرنے والوں نے کوئی ایسا عمل کیا جو اس کلمہ کے تقاضے سے بہتر ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چار کلمات ہیں": **"سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ"**۔(صحیح مسلم)۔

یہی وہ "کلمہ تقوی" ہے جسے اللہ نے اپنے ولیوں کے ساتھ مختص کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ ٱلتَّقْوَىٰ﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا"۔[الفتح: ٢٦]

نیز عُروہ وثقی (مضبوط کڑا) بھی یہی ہے کہ جسے مضبوطی سے تھامنے والا نجات یافتہ ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ
فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا﴾

"چنانچہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا"۔[البقرة: 256]

سربلندی اس (کلمہ) کی صفت ہے اور بقائے دوام اس کا لازمی عنصر ہے، فرمان باری تعالی ہے: "اور اللہ کا کلمہ ہی سب سے بلند ہے"۔

﴿وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا﴾

کلمہ طیبہ کی مثال اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى ٱلسَّمَآءِ﴾

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں"۔[إبراهيم: 24]

اسی سے انشراح صدر حاصل ہوتا ہے:

﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ﴾

"سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے"۔[الأنعام: 125]

ابن جریج رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: کلمہ " لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے ہی دلوں کو سلامتی ملتی ہے":

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ * إِلَّا مَنْ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

ابن عباس رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا فرماتے ہیں: "قلب سلیم اس دل کو کہتے ہیں جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دے"۔[الشعراء: ٨٨-٨٩]

یہی وہ دعوت حق ہے جس میں باطل کا شائبہ بھی نہیں ہے، اور ایسی سیدھی بات ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں، یہی سچی گواہی ہے جو ہر طرح کے جھوٹ سے پاک ہے نیز یہی وہ بلند صفت ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے، مخلوق کے ساتھ نہیں، نیز یہی وہ کلمہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں باقی رہنے والا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

"اور (ابراہیم علیہ السلام) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات قائم کرے گا تاکہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں"۔[الزخرف: 28]

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہے، جسے اللہ رب العالمین نے ہمیشہ ان کی ذریت میں باقی رکھا، جس میں ان کی تابعداری ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے وہی کریں گے جنہیں اللہ ہدایت دے گا"۔

«لا إله إلّا اللّٰهُ»، مخلوقات پر سب عظیم نعمت ہے، اللہ سبحانہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾

"اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں"۔[لقمان: 20]

سفیان بن عیینہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کو اس سے بڑی کوئی نعمت عطا نہیں کی کہ انہیں «لا إله إلّا اللّٰهُ» کی معرفت سے نوازا۔

یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو دنیا و مافیہا کے برابر ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: "یہ بات کہ میں "سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ" کہوں، مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے"۔(صحیح مسلم)۔

علم و عمل کے اعتبار سے بندوں پر سب سے پہلا واجب یہی ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾

"یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں"۔[محمد: 19]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "سلف اور ائمہ کرام اس امر پر متفق ہیں کہ بندوں کو سب سے پہلے شہادتین کا حکم دیا جائے گا"، نیز یہی آخری واجب بھی ہے، رسول ﷺ کا فرمان ہے: جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔(سنن ابوداود)۔

کلمہ طیبہ کا علم حاصل کرنے والا اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنے والا ہی حقیقتاً سیدھے راستے پر ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ﴾

"یقینا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدمی اختیار کی"۔[فصلت: 30]

ابن عباس رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا فرماتے ہیں: یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی پر۔

﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

"ان پر نہ ہی کسی قسم کا خوف ہے اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"۔[البقرۃ: 38]

جب یہ کلمہ سچا ٹھہرے گا تو دل اللہ کے سوا دوسرے تمام لوگوں سے پاک ہو جائے گا، اور جو کوئی اس میں صادق ہوگا وہ اللہ کے سوا کسی اور سے محبت نہیں کرے گا، اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے امید نہیں رکھے گا، نہ ہی اللہ کے علاوہ کسی اور سے ڈرے گا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور پر توکل کرے گا، نیز ہوا پرستی اور نفسانی خواہشات کے آثار بھی اس سے جاتے رہیں گے۔

یہ کلمہ جان ومال کی حفاظت کا ضامن ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: "جس کسی نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دی اور اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کیا، اس کا مال اور خون حرام ہو گیا، اور اس کا حساب اللہ رب العالمین پر ہے۔(صحیح مسلم)۔

اسی کلمہ سے سب سے پہلے دعوت کی ابتدا کی جائے گی، اور اسی کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا، اسی پر صحابہ کرام سے بیعت لیا کرتے تھے اور اسی پیغام کو دے نبی اکرم ﷺ نے دوسرے ملکوں کی طرف اپنے داعی حضرات کو بھیجا تھا، چنانچہ معاذ τ سے کہا: " "تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، انہیں اس کی گواہی دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں"۔(متفق علیہ)۔

کلمہ توحید برابری کا کلمہ ہے، جس پر تمام مخلوق مجتمع ہو سکتی ہے اور اس کو چھوڑنا اختلاف وانتشار کا موجب ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾

" آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں"۔[آل عمران: 64]

جس نے حقاً و صدقاً اس کا اقرار کیا وہ کامیاب ہو گیا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اے لوگو! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے"۔(مسند احمد)۔

اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنے والا ایمان کے سب سے اعلیٰ درجہ کو تھامنے والا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے۔(صحیح مسلم)۔

جس آیت میں اس کا ذکر آیا ہے وہ قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے، نیز سید الاستغفار بھی اس کلمہ پر مشتمل ہے۔

تمام اعمال میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اسی کلمہ کا ہے، چنانچہ (نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے): " جو شخص دن بھر یہ دعا سو مرتبہ پڑھے گا: "اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ بادشاہت اسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لیے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔" اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ مزید برآں وہ شخص سارا دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا، نیز کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہیں لے کر آئے گا، البتہ وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے (اسے زیادہ ثواب ملے گا)"۔(متفق علیہ)۔ اور "جس شخص نے دس بار: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "پڑھا وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے چار غلام آزاد کیے ہوں۔(صحیح مسلم)۔

مال خرچ کیے بنا ہی یہ ایک عظیم صدقہ ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: " ہر ایک تکبیر (اَللّٰہُ اَکبَر) کہنا بھی صدقہ ہے"۔(صحیح مسلم)۔ نیز بندے کو قبر میں نجات دلانے کا اور منکر نکیر کے سوالات کے وقت ثابت قدم رکھنے کا ذریعہ بھی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو

وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔
درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کا بھی یہی مفہوم ہے:

﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْأَخِرَةِ﴾

"جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ انہیں کلمہ طیبہ سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے"۔[إبراهيم: 27](متفق علیہ)۔

رب تعالی کے فضل سے گناہوں کے رجسٹر اس کلمہ کے وزنی ہونے کے سبب اُڑ جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو لائے گا اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلائے جائیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک ہوگا، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس پر "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" لکھا ہوگا۔ پھر وہ تمام دفتر (رجسٹر) ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور "أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" دوسرے پلڑے میں، پھر وہ سارے دفتر اٹھ جائیں گے، اور پرچہ بھاری ہوگا"۔(مسند احمد)۔

اور "اگر ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ان سب کے مقابلے میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بھاری ہو جائے گا، اور اگر ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ایک بند کڑے کی مانند ہوتے، پھر بھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اسے توڑ دیتا۔(مسند احمد)۔

اس کلمہ کے حاملین شفاعت کرنے والوں میں سے ہوں گے اور رب تعالی کے پاس ان کا عہد ہوگا، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿لَّا يَمْلِكُونَ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَنِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا﴾

"کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی قول قرار لے لیا ہے"۔[مريم: 87]

بروز قیامت نبی اکرم ﷺ کا شفاعت پانے والے سب سے زیادہ سعادت مند وہ شخص ہوگا جو اس

کلمہ کے اقرار میں مخلص اور سچے ہونگے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: بروز قیامت میری شفاعت پانے والے سب سے سعادت مند شخص وہ ہوگا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پورے خلوص دل کے ساتھ کہا ہوگا۔ (صحیح بخاری)۔

جنت اس شخص کا بدلہ جنت ہے، جس نے سچائی، خلوص دل، پورے یقین اور بلا کسی شک کے، اس کلمہ کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے اور اس کے مخالف امور سے اجتناب کرتے ہوئے اس کا اقرار کیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا پھر اسی کلمہ پر اس کی موت واقع ہوگئی، مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (متفق علیہ)۔

اس کلمہ کے قائلین کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، وہ جس دروازے چاہے گا داخل ہوگا، بلکہ جو شخص اس کے اقرار میں سچا ہوگا، اس کے تقاضوں پر عمل کرے گا اسے جہنم کی آگ نہیں چھوے گی، نبی ﷺ نے فرمایا: "ایسا کوئی بھی شخص نہیں ہے جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اور مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی سچے دل سے دیتا ہو، مگر یہ کہ اللہ رب العالمین جہنم پر اسے حرام کر دے گا۔ (متفق علیہ)۔

نیز اللہ رب العالمین جہنم سے ایسے لوگوں کو نکالے گا جس نے اس کا اقرار کیا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: "میری عزت وجلال اور میری کبریائی اور عظمت کی قسم! میں جہنم سے ہر اس شخص کو نکالوں گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا ہو۔ (صحیح بخاری)۔

انسانی زندگی کے ہر ہر لمحہ میں توحید کی اہمیت کے پیش نظر، شریعت نے تمام حالات اور معاملات میں اسے لازم پکڑنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ "جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» "ایک اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، ملک اسی کا ہے، تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر خوب قادر ہے"۔ تو اسے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی

جائیں گی،اس سے دس غلطیاں مٹائی جائیں گی،اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے اور شام تک کے لیے شیطان سے حفاظت میں رہے گااور اگر شام کو یہ کہہ لے،تو صبح تک کے لیے یہی کچھ ہے"۔

نیز وضوسے فراغت کے بعد اس کا اقرار کرنے سے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں ہے جو مکمل طریقے سے وضو کرے پھر یہ کہے کہ : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مگر یہ کہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں"۔(صحیح مسلم)۔

اور یہی کلمہ اذان کی ابتدا وانتہا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " جب مؤذن الله أَكْبر الله أَكْبر، کہے تو تم میں سے (ہر) ایک الله أَكْبر الله أَكْبر، کہے، پھر وہ (مؤذن) کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، تو وہ بھی کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، پھر (مؤذن) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله کہے تو وہ بھی أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله کہے، پھر وہ (مؤذن) حَيَّ عَلَى الصَّلَاة، کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، کہے، پھر مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، کہے، تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، کہے، پھر (مؤذن) الله أَكْبر الله أَكْبر، کہے، تو وہ بھی الله أَكْبر الله أَكْبر، کہے، پھر (مؤذن) لَا إِلَهَ إِلَّا الله، کہے تو وہ بھی اپنے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا الله، کہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔(صحیح مسلم)۔

اور "جس نے مؤذن کی آواز سنتے ہوئے یہ کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں۔" وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولُه، "اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔" رَضِيتُ بِالله رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، "میں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔" تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے"۔(صحیح مسلم)۔

مزید برآں جب مسلمان نماز کے لیے کھڑا ہوتا تو توحید سے ابتدا کرتا ہے،اور نماز بغیر تشہد کے

درست بھی نہیں ہوتی، علاوہ ازیں نماز میں سلام پھیرنے سے قبل نمازی اس کلمہ کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کرتا ہے: "اے اللہ! بخش دے جو خطائیں میں نے پہلے کیں یا بعد میں کیں اور چھپا کر کہیں یا علانیہ کیں اور جو بھی زیادتی میں نے کی اور جس کا مجھ سے زیادہ تمھیں علم ہے (اطاعت اور خیر میں) تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں"۔ (صحیح مسلم)۔

اور ہر نماز کے بعد بھی یہی کہتے ہیں: "اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور تعریف بھی اس کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے"۔ (متفق علیہ)۔

نیز اسی کے ذریعہ تسبیح، تحمید اور تکبیر کا اختتام بھی کرتا ہے "تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"۔ (صحیح مسلم)۔

حج و عمرہ میں اسے اپنا ساتھی بناتا ہے، "نبی اکرم ﷺ جب صفا اور مروہ پر چڑھتے تو قبلہ کا استقبال کرتے پھر اللہ کی توحید و تکبیر بیان کرتے"۔ (صحیح مسلم)۔

مزدلفہ میں: "نبی اکرم ﷺ مشعر حرام کے پاس آئے، اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور اس کی وحدانیت و کبریائی کا اقرار کیا اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دی"۔ (سنن نسائی)۔

اور جب کسی غزوہ یا حج و عمرہ سے واپس لوٹتے تو زمین سے بلند ہر ٹیلے پر چڑھ کر تین بار اللہ کی تکبیر بیان کرتے، پھر فرماتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"، "اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور تعریف بھی اس کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے"۔ (متفق علیہ)۔

نیکیوں کے موسم میں - جیسے کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں - اس کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا مستحب ہے، نیز خطیب کو اپنے خطبوں کا آغاز بھی اسی توحید سے کرنا چاہیے، اور لوگوں کے ساتھ کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں فضول گوئی زیادہ ہو جائے، پھر بندہ مجلس سے اٹھنے سے قبل یہ پڑھ لے: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" تو اس کی اس مجلس میں اس

سے ہونے والی لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں۔(سنن ترمذی)۔

اور جو کوئی رات میں اٹھے اور ان کلمات کو پڑھنے کے بعد دعا کرے، تو اس کی دعا قبول کی جائے گی اور اگر وضو کر کے نماز ادا کی تو اس کی نماز بھی مقبول ہو گی۔(صحیح بخاری)۔

اور بندہ غم اور پریشانی کے وقت کہتا ہے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ العَظِيمُ الحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ وَرَبُّ العَرْشِ الكَرِيمِ" اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو بہت عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں زمین و آسمان اور عرش عظیم کا رب ہے۔(متفق علیہ)۔

ان کلمات کے ذریعہ قبل از دعا رب کی تعریف کرنا، دعا کی قبولیت کا سبب ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ * فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ وَنَجَّيۡنَٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّ﴾

"مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کرو! جبکہ وہ غصہ سے چل دیے اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی"۔[الأنبياء: 87-88]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مذکورہ دعا کے ذریعہ کسی بھی مسلمان نے کوئی بھی دعا نہیں کی مگر یہ کہ اللہ نے اسے قبول کیا"۔(سنن ترمذی)۔

نیز غیر اللہ کی قسم کھانے کا کفارہ یہی کلمہ توحید ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا: "لات وعزی کی قسم، تو اسے چاہیے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے۔(متفق علیہ)۔

اور جس کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہو اسے اس کلمہ کی تلقین کرنا مستحب ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: "اپنے مرنے والے لوگوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو"۔ (صحیح مسلم)۔

جو دین حنیف سے ہٹ کر کسی اور دین پر ہو گا اسے حیات کے آخری لمحات میں اسی کلمہ کی دعوت دی جائے گی، ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی اکرم ﷺ نے کہا: چچا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کر لیں، اس کلمہ کے ذریعہ میں اللہ کے یہاں آپ کے لیے گواہی دوں گا۔ (متفق علیہ)۔

مذکورہ باتوں کے بعد، مسلمانو!:

عزت صرف توحید میں ہے، عمر τ کا فرمان ہے: "ہم ایسی قوم ہیں جسے اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت بخشی ہے"، اور کلمہ توحید کی شہادت اس کا عنوان اور اس کی دلیل ہے، عمل کے مخالف قول کوئی فائدہ نہیں دیتا، جس نے اس کلمہ کی ادائیگی نہیں کی وہ دنیا و آخرت کی لذت سے محروم ہو گیا، مسلمانوں کی طاقت و شوکت اور ضعف و ناتوانی؛ قول و عمل کے اعتبار سے اس کلمہ کو پختہ کرنے میں ہے، یہی اللہ کے نزدیک اور مخلوقین کے نزدیک ان کے لیے میزان ہے، لہذا اگر اس کلمہ میں مضبوطی آئے گی تو اللہ ان سے راضی ہو گا اور انہیں عزت و رفعت حاصل ہو گی، اور اس میں کمزوری آئی تو اس قسم کے لوگ اللہ سے دور ہو جائیں گے اور انہیں کمزوری و ناتوانی نصیب ہو گی۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِۗ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوَىٰكُمۡ﴾

سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی اللہ تم لوگوں کے آمد و رفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔ [محمد: 19]

اللہ مجھے اور آپ سب کو قرآن عظیم کے تعلق سے برکتیں عطا فرمائے۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

کلمہ توحید،اس پر عمل اور اس کے مخالف یا مناقض امور سے دوری کے معنی میں جو علم ہے،وہ کلمہ شہادت کے ان منافع کے حصول کے لیے شرط ہے جن کا ذکر کتاب وسنت میں آیا ہے۔لہذا اس کا معنی یہ ہے کہ: اللہ کے علاوہ کسی اور کے معبود برحق ہونے کی نفی کی جائے اور صرف اللہ کے معبود برحق ہونے کا اقرار کیا جائے، کفار قریش نے اسی چیز کا انکار کیا تھا،اللہ سبحانہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

" یہ وہ(لوگ)ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے"۔[الصافات: 35]

انہیں صرف توحید ربوبیت کے اقرار نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

جو کوئی بھی اس کے معانی کا زیادہ جانکار ہوگا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے میں زیادہ درست ہوگا،اس کا میزان زیادہ بھاری ہوگا، لوگ اس کے شروط کی ادائیگی کے بقدر مختلف (درجات پر) ہوں گے،اس کلمہ کی روح اور اس کا راز ایک اللہ کی عبادت کرنے میں ہے، لہذا جس کسی نے کسی مخلوق کو اللہ کے حق اور اس کی عبادت میں شریک کیا تو وہ«لا إله إلّا اللّهُ» اقرار کو باطل کرنے والا ہوگا۔

نیک بخت وہ ہے جس نے اپنی توحید کی حفاظت کی اور اسی پر اس کی وفات ہوئی اور نواقض توحید سے

اسے داغدار نہیں کیا، نہ ہی اسے عیب دار کرنے والی یا اس میں نقص پیدا کرنے والی کسی شے کا ارتکاب کیا، یہی اللہ کے سچے بندوں کی آرزو ہوتی ہے:

﴿تَوَفَّنِي مُسۡلِمٗا وَأَلۡحِقۡنِي بِٱلصَّٰلِحِينَ﴾

" تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملا دے"۔[یوسف: 101]

یہ بھی جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانیں [1]

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، کیوں کہ جس نے بھی اپنے رب کا تقوی اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس منہ موڑا وہ ہلاک ہو گیا۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے شہر اور جگہ کے اعتبار سے بہترین جگہ اختیار کی، انسانوں میں سب سے بہترین شخص چنا، انسانوں میں سے ایک رسول چنا، جن کے اقوال واعمال اور اخلاق کو میزان بنادیا جن کے ذریعہ لوگوں کے اقوال اور اخلاق واعمال وزن کئے جاتے ہیں۔

نیز ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل کرنا ان تین بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے جن کی معرفت حاصل کرنا انسان پر ضروری ہے، اور اس کے تعلق سے ہر انسان کو اس کی قبر میں سوال کیا جائے گا، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "رسول کی معرفت حاصل کرنا نیز ان کی رسالت کی بابت جاننا اور ان کی بتائی خبروں کی تصدیق کرنا اور ان کے اوامر کی اطاعت کرنا بندوں کے لیے تمام ضروریات سے بڑھ کر ہے"۔

---

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲۷ شوال، سن ۱۴۲۵ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بنی آدم کے سردار اور دنیا و آخرت میں ان کا فخر ہیں، اللہ رب العالمین نے انہیں بنو ہاشم سے چنا، اور بنو ہاشم کو قریش سے چنا اور قبیلہ قریش اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔

مخلوق میں سے سب سے چنندہ اور اہل زمین میں علی الاطلاق سب سے بہتر نسب والے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "لہذا میں تمام لوگوں میں سب سے بہتر نسب اور سب سے بہتر گھرانے والا ہوں"۔(سنن ترمذی)۔

بچپن آپ کا یتیمی میں گزرا، والدین کی تربیت اور ان کی شفقت و محبت آپ کو نصیب نہ ہوئی:

﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾

"کیا اس نے آپ کو یتیم پا کر پناہ نہ دی؟"۔[الضحی: 6]

اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں کئی مختلف لوگوں کی زیر نگرانی پرورش پائی۔ بتوں کی عبادت اور ان کے سامنے جھکنے کی کراہت اور بغض آپ کے دل میں بٹھا دیا گیا تھا۔ اللہ رب العالمین نے انہیں بچپن میں بھی بچا کر رکھا اور جوانی میں بھی ان کی حفاظت کی، چنانچہ نہ ہی کسی بت کو ہاتھ لگایا اور نہ ہی کسی مورتی کو کبھی چھوا۔

نبوت ملنے سے قبل ہی ایک شریف النسب عقل مند عورت سے شادی کی، جو تمام عورتوں میں سب سے معزز اور سب سے زیادہ عقل مند تھیں، (جو کہ) خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اللہ نے ان کی بعثت ایسے وقت میں کی جب زمین بتوں کی عبادت اور کاہنوں کی خبروں سے بھری پڑی تھی، قتل ناحق اور صلہ رحمی توڑنے کی وبا عام تھی، (ایسے وقت میں) آپ ﷺ نے اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دی، اور لوگوں کی تکذیب، بے رخی اور ان کی جفا پر صبر کرتے رہے۔

اللہ نے ان کا تذکرہ عام کر دیا اور انہیں رفعت شان عطا کی، آپ ﷺ کے معجزات حیران کن اور دلائل بالکل عیاں ہیں، (دشمنوں کے دلوں میں) رعب ڈال کر آپ کی مدد کی گئی، آپ گناہوں سے بخشے بخشائے ہیں، سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھنے والے آپ ہی ہونگے، اور تمام لوگوں میں آپ ہی ہونگے جو

سب سے پہلے شفاعت کے لیے کھڑے ہونگے، تمام انبیا کے مقابلے میں آپ کے پیروکار سب سے زیادہ ہونگے، آپ ہی ہونگے جو سب سے پہلے جنت کا دروازی کھٹکھٹائیں گے اور پل (صراط) پار کرنے والوں میں سب سے اول بھی آپ ہی ہونگے۔

آپ ﷺ اپنے رب کے بڑے شاکر بندے تھے، قیام اللیل اتنا طویل کرتے کہ آپ قدم مبارک میں ورم آجاتا، آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی، اللہ کے سامنے اخلاص اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہوتے، عبداللہ بن شخیر τ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز ادا کرتے دیکھا، رونے کے سبب آپ کے سینے سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔(مسند احمد)۔ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: "اللہ کی قسم میں تم لوگوں کے مقابلے میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں"۔(صحیح مسلم)۔

اپنے رب کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اپنے خالق کے ساتھ بلند پایہ ادب کا مظاہرہ کرتے تھے، اللہ کی خاص ملکیت سے متعلقہ امور میں اپنی ذات کوئی (بے جا) دعوی نہ کرتے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ﴾

"آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت منافع حاصل کرلیتا اور کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں"۔[الأعراف: 188]

آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر کردیا؟ کہو! فقط، جو اللہ چاہے"۔(سنن نسائی)۔

نیز اللہ رب العالمین نے آپ ﷺ سے کہا:

﴿قُلۡ إِنِّي لَآ أَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرّٗا وَلَا رَشَدٗا﴾

"کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں"۔[الجن: 21]

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یعنی میں بھی تمہاری طرح ہی ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، تمہاری ہدایت وضلالت کے معاملات میرے ہاتھ میں نہیں، بلکہ یہ امور تو اللہ کی طرف لوٹتے ہیں"۔

لوگوں میں سب سے زیادہ متواضع اور خوش مزاج تھے، فقیروں کے ساتھ بیٹھتے اور مسکینوں کے ساتھ مل کر کھاتے، اپنی جوتی خود ہی سلتے اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے، آپ نے بوسیدہ مشکیزے سے پانی پیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعمیر مسجد کے کام میں اینٹیں اٹھائیں، اپنے خادموں کو برا بھلا نہ کہتے اور نہ ہی انہیں ڈانٹتے، انس τ فرماتے ہیں کہ: "میں نے ۹ سالوں تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت انجام دی، مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی مجھے یہ کہا ہو کہ: تم نے ایسا ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی مجھے کسی شے پر کبھی برا بھلا کہا"۔(صحیح مسلم)۔

بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں سے تواضع کے ساتھ پیش آتے، اگر بچوں کی جماعت سے گذر ہوتا تو آپ خود ہی سلام کرتے، آپ ﷺ نے ابو عمیر τ عنہ کو دیکھا - وہ چھوٹے سے تھے - تو ان سے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا: "ابو عمیر! نغیر کا کیا کیا؟"۔(متفق علیہ)۔

انس τ فرماتے ہیں کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اہل وعیال پر مشفق کسی اور کو نہیں دیکھا"۔(صحیح مسلم)۔

بڑے متواضع تھے، فخر وغرور اور تکبر و برتری سے دور تھے، فرماتے ہیں: "میں تو اس کا ایک بندہ ہوں، لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اور اس کا رسول کہو"۔(صحیح بخاری)۔

خوددار، سخی اور بڑے فیاض طبیعت کے مالک تھے، فیاضی وسخاوت اور توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوب خرچ کرتے، کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کی مملوکہ دنیوی شے میں سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپ نے

اسے (خالی ہاتھ) لوٹادیا ہو، انس τ فرماتے ہیں: "رسول ﷺ سے اسلام کے نام پر جس نے جو مانگا آپ نے سب دیا"۔(صحیح مسلم)۔

دنیا سے آپ کبھی رنجیدہ نہ ہوئے، بلکہ آپ اس دنیا کے لیے تھے ہی نہیں، اس جہاں سے منہ پھر کر دار بقاکے لیے عمل کرتے رہے، آپ ﷺ کہتے تھے: "مجھے اس دنیا سے کیا غرض ہے؟ میں اس دنیا میں اسی طرح ہوں جیسے کوئی سوار کسی درخت تلے سایا حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھا، پھر اسے چھوڑ کر اپنی راہ چلا گیا"۔(سنن ترمذی)۔

آپ ﷺ پر کئی کئی مہینے گزرتے اور آپ کے گھر چولہا نہ جلتا، متواتر کئی راتیں آپ ﷺ بھوکے گزار دیتے اور آپ کے اہل خانہ بھی فاقہ کشی کرتے ہوئے اپنی راتیں گزار دیتے، عمر بن خطاب τ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، دن بھر بھوک سے بے حال رہتے، پیٹ بھرنے کو ایک سوکھی کھجور بھی میسر نہ ہوتی"۔(صحیح مسلم)۔

ایک بار آپ اپنے گھر سے شدید بھوک کے عالم میں نکلے، اور بھوک کی تکلیف سے آپ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا، صحابہ کرام آپ کی آواز کی تبدیلی سے آپ کے بھوک کا اندازہ لگا لیتے تھے، ابو طلحہ τ فرماتے ہیں: "میں نبی اکرم کی نقاہت بھری آواز سنی، میں سمجھ گیا کہ آپ کو بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے"۔

آپ کے گھر میں کئی کئی دن تو ایسے بھی آئے کہ پانی کے سوا کچھ بھی نہ تھا، "ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں بھوک سے نڈھال ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس کہلا بھیجا، وہ بولیں کہ قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری زوجہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا، یہاں تک کہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے یہاں سے یہی جواب آیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔(متفق علیہ)۔ بھوک کی اتنی اذیتیں برداشت کرنے کے باوجود بھی آپ اپنے رب کا مکمل خوف رکھتے، چنانچہ بسا اوقات اپنے بستر پر کھجور پڑی ہوئی پاتے، فرماتے ہیں: "میں کھانے کے لیے اسے

اٹھاتا، پھر مجھے خدشہ ہوتا کہ کہیں صدقہ کی کھجور نہ ہو تو اسے وہیں ڈال دیتا"۔(متفق علیہ)۔

زندگی سے مشقتیں ملیں، اور مشقتیں بھی وہ جو حد درجہ شدید ہوں، بچپن یتیمی کی حالت میں ماں کی شفقت کے بنا گزرا، والد کا انتقال ہوا اور آپ کی آنکھیں ان کے دیدار کی حسرت لیے رہ گئیں، آپ کی قوم نے آپ کو زبانی و عملی ہر طرح سے اذیت پہنچائی، انس ؓ کا فرمان ہے: "ایک بار آپ ﷺ کو مشرکوں میں نے اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے"۔(مسند احمد)۔

لوگوں نے آپ پر پاگل ہونے کی تہمت دھری، جادوگر اور کذاب کہا:

﴿وَقَالَ ٱلۡكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٞ كَذَّابٌ﴾

"اور کافروں نے کہا: یہ جادوگر اور کذاب ہے"۔[ص: 4]

جب آپ غار میں پناہ گزیں تھے، پریشان اور مغموم تھے، خوف و حزن کا عالم تھا:

﴿إِذۡ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا﴾

"اور یاد کرو اس وقت کو جب انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔[التوبة: 40]

جنگ احد کے موقع پر آپ کے دندان مبارک شہید کر دیے گئے، چہرہ زخمی اور خون آلود کر دیا گیا۔

شدید بھوک کا سامنا کیا، دشمنوں کی مصیبتیں جھیلیں، لوگوں نے آپ کے کھانے میں زہر ڈالا اور آپ پر آپ کے اہل خانہ کے تئیں جادو کیا، مصائب و آلام کی بارشیں ہوئیں، مگر پھر بھی آپ کے رب نے یہی کہا:

﴿فَٱصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ أُوْلُواْ ٱلۡعَزۡمِ مِنَ ٱلرُّسُلِ﴾

"آپ بھی اسی طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا"۔[الأحقاف: 35]

بڑے مغموم ہو کر اپنے دکھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہوئے کہا: "مجھے تمہاری قوم سے بڑی اذیتیں ملی ہیں"۔(صحیح بخاری)۔

آپ کی حیات میں ہی آپ کی ٦ اولادوں کا انتقال ہو گیا، باوجود اس کے یہ پریشانیاں آپ کو دعوت الی اللہ سے روک نہ سکیں، زندگی کے مصائب و آلام پر صبر کیا، آپ ﷺ خود ہی اپنے بارے میں فرماتے ہیں: "مجھے اللہ کے راستے میں وہ وہ تکلیفیں دی گئی ہیں جو کسی اور کو نہیں دی گئیں، مجھے اس اس طریقے سے ڈرایا گیا کہ کسی دوسرے کو اس طرح سے نہ ڈرایا گیا ہوگا"۔ (مسند احمد)۔

نرم دل تھے اور دل بھی رحمتوں سے بھرا ہوا تھا، نماز میں جب بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے، یہ یاد کر کے کہ ماں اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے کتنی ہلکان ہوتی ہے، بقیع کی زیارت کو جاتے تو آخرت کو یاد کر کے رو پڑتے، اپنے بیٹے ابراہیم τ کو رضاعت کے ایام میں دیکھنے مرضعہ کے پاس جاتے، ابراہیم τ جب آپ کے پاس آتے تو ان پر گرد و غبار لگا ہوتا، آپ ﷺ شفقت پدری سے انہیں خود سے چمٹا لیتے، ان کا بوسہ لیتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ (صحیح بخاری)۔ اور جب ابراہیم τ کا انتقال ہوا تو آپ کی آنسو چھلک پڑے، اور فرمایا: "آنکھیں اشکبار ہیں، دل غموں سے چور ہے، مگر ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے، اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے رنجور ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

آپ ﷺ کامل العقل اور اخلاق عالیہ کے مالک تھے، کبھی کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "آپ ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہ مارا، نہ ہی اپنے اہل خانہ اور خادم پر ہاتھ اٹھایا"۔ (صحیح مسلم)۔

لوگوں میں سب سے زیادہ پاک دامن اور سب سے معزز تھے، نامحرم عورتوں کا ہاتھ کبھی نہ چھوا، اپنے اہل خانہ اور ساتھیوں کے تئیں بڑے باوفا تھے، آپ ﷺ بکرا ذبح کرتے پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی سہیلیوں کے پاس بھیجتے، غزوۂ احد کے آٹھ سال بعد شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی، گویا کہ آپ انہیں الوداع کہہ رہے ہوں، اپنے ساتھیوں کی بڑی تکریم کیا کرتے تھے اور اپنی ذات کو ان پر ذرا بھی فوقیت نہ دیتے، عثمان بن عفان τ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ ہر چھوٹے بڑے معاملے میں ہماری غم خواری کرتے"۔

اپنے اخلاق کے ذریعہ لوگوں پر غلبہ پالیا، نرم دل ایسے تھے کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ عفو ودر گزر سے کام لیتے، اپنی ذات کے لیے کبھی غصہ نہ کرتے اور نہ ہی اس کے لیے انتقام لیتے، ایک دیہاتی انہیں زور سے کھینچتا ہے اور مال طلب کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر تبسم فرماتے ہیں اور اس کی مانگی ہوئی شے عطا کر دیتے ہیں۔

جس نے آپ پر جادو کیا اسے معاف کیا، اور جس نے آپ کے کھانے میں زہر ڈالا تھا اس کی کوئی سرزنش نہ کی اور جس نے آپ سے جنگیں لڑیں اسے معاف فرمادیا، فتح مکہ کے دن ان سے کہا: "جاؤ، تم سب آزاد ہو"، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "آپ نے کبھی بھی کسی اذیت دینے والے سے انتقام نہ لیا"۔ (صحیح مسلم)۔

نرم مزاج اور خوش طبیعت تھے، جریر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں: "جب کبھی مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا، مسکرا اٹھے"۔ (صحیح بخاری)۔

اپنے ساتھیوں کی خبر گیری کیا کرتے، صاحب فضل کا ادب کرتے اور انہیں مقدم کرتے، ملنے جلنے میں بڑے اچھے تھے اور آپ کی صحبت بہترین صحبت تھی، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور کسی سے بداخلاقی سے پیش نہ آتے۔

زبان کے بڑے پاکیزہ تھے، فحش گو اور فحش کلام نہ تھے، اپنے گھر کے داخلی حصے میں رہنے والی کنواری لڑکیوں سے زیادہ باحیا تھے، آپ کی خصلتیں آپ کی فطرت کے مطابق تھیں، تعظیمی کلمات اور بے جا تکلفات پسند نہ فرماتے، "کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول، ہم سب میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے، ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے!، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اپنی بات کہو، تمہیں شیطان دھوکے میں نہ ڈالے، میں محمد ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اس مقام سے اوپر اٹھاؤ جو اللہ نے مجھے دیا ہے"۔ (سنن نسائی)۔

نیز اپنے مہمانوں کے کھانے کے لیے جو موجود ہوتا اس میں تکلف سے کام نہ لیتے اور جو نہ ہوتا وہ

طلب نہ کرتے، صحابہ نے ان سے شدید محبت کی، اگر گفتگو فرماتے توسب ان کی گفتگو غور سے سنتے، اور اگر کوئی حکم دیتے تو سبھی اس کی تعمیل کے لیے دوڑ پڑتے، انس ؓ فرماتے ہیں: "انہیں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی بھی نہ تھا"۔ (مسند احمد)۔

اخلاق کا سب سے پاکیزہ اور ادب کا سب سے بہترین حصہ آپ کے پاس جمع تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "آپ سے ایک بار بھی جھوٹ بولنا ثابت نہیں ہے، نہ آپ نے کسی پر ظلم کیا اور نہ ہی کسی کے ساتھ بد عہدی کی، بلکہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سچے، عادل اور عہد و پیمان کو پورا کرنے کرنے والے تھے، چہ جائیکہ امن و امان اور خوف و ہراس، نیز قوت و غلبہ اور ضعف و ناتوانی جیسے مختلف حالات سے آپ دوچار ہوتے رہے"۔

اپنے اہل خانہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ حسن تعامل کا مظاہرہ کرتے تھے، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ کھڑے ہو گئے اور ان سے کہا: "خوش آمدید"، پھر انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا: "تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہتر ہے، اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب بہتر ہوں"۔ (سنن ترمذی)۔ خالق کائنات نے ان کے عظیم اخلاق کی گواہی دی، چنانچہ فرمایا: "اور آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں"۔

لوگوں میں سب سے زیادہ دلکش اور خوش منظر تھے، آپ کے رخ انور سے اس طرح روشنی پھوٹتی جس طرح چودھویں رات کے چاند سے روشنی پھوٹتی ہے، براء ؓ فرماتے ہیں: "میں نے آپ سے زیادہ حسین شے کبھی دیکھا ہی نہیں"۔ (صحیح بخاری)۔ بہترین تن و توش کے مالک تھے، آپ سے بڑی پاکیزہ خوشبو پھوٹتی تھی، انس ؓ فرماتے ہیں: "میں نے کبھی بھی کسی عنبر یا مشک یا اور کسی شے کی خوشبو نہیں سونگھی جو آپ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہو"۔ (صحیح مسلم)۔

فصیح و بلیغ اور انداز بیاں کے ماہر تھے، آپ کی باتیں دل کے گوشوں میں جاگزیں ہو جاتیں، آپ کا ایک ایک لمحہ اللہ کی اطاعت میں اور اس کی رضامندی کے کاموں میں صرف ہوتا:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ۞ لَا شَرِيكَ لَهُۥ﴾

"آپ کہہ دیجیے! میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں"۔ [الأنعام: ١٦٢-١٦٣]

بعثت سے لے کر اپنی وفات تک رب کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور اپنی امت کو شرک میں واقع ہونے سے ڈراتے رہے، ہر خیر کی طرف اپنی امت کی راہنمائی فرمائی اور ہر شر سے انہیں تنبیہ کی۔

لہذا، ان کے راستے کو لازم پکڑیں اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلیں اور ان کی مخالفت سے بچیں، آپ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

"تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں"۔[التوبة: ١٢٨]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد، مسلمانو!

ہمارے نبی محمد ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں اور انہیں بھوک بھی لگتی ہے، غم زدہ بھی ہوتے ہیں اور سوتے بھی ہیں،اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کی خصوصیات میں سے کوئی بھی خصوصیت آپ کے اندر نہیں ہے،آپ صرف ایک رسول ہیں جو اپنے رب کا پیغام پہنچاتے ہیں،اللہ عزو جل کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ

فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، لہذا جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔[الکھف: ۱۱۰]

آپ کو نہ آپ رتبے سے زیادہ بلند کیا جائے گا اور نہ ہی اس کم کیا جائے گا،آپ کی اتباع واجب ہے اور آپ کے حکموں کی تعمیل فرض ہے، فتح المجید کے مؤلف رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "تعظیم رسول ﷺ اسی وقت ممکن ہے جب آپ کے اوامر ونواہی کی تعظیم کی جائے اور آپ کے طریقے کی اتباع کی جائے نیز آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے"۔

آپ ﷺ کی اطاعت سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور نیکیوں کی بارشیں ہوتی ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔[آل عمران: ۱۳۲]

آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری؛ والدین اور بچوں پر مقدم ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "تم میں سے کوئی تب تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ (متفق علیہ)۔

آپ ﷺ کی اطاعت سے زندگی خوش حال ہوتی ہے اور ہر کوئی مسرور ہوتا ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَـٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

" جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم یقیناً انہیں نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے"۔[النحل: ۹۷]

دونوں جہان میں بندے کی سعادت طریقہ نبوی پر عمل پیرا ہونے میں ہے، جتنا زیادہ آپ نبی ﷺ کی اتباع میں کامل ہوں گے اتنی ہی زیادہ عزت آپ کو نصیب ہوگی، اور کامیابی صرف آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں ہے۔

یہ بھی جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!

نماز

اسلام میں نماز کی شان(1)

تمام تعریفیں اس اللہ کے ہے جو غالب اور قہار و جبار ہے، جو اس بات سے بہت بلند ہے کہ کوئی خیال یا نگاہ اسے پاسکے، میں اس کی ایسی مدح کرتا ہوں جو اس کے عظیم احسانات کی شایان شان ہے، اور ایسا شکر ادا کرتا ہوں جو ہر نعمت سے بڑھ کر ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، جو اکیلا ہے اور قہار ہے۔ نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا یوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنہیں سب سے معزز پیغام اور سب سے واضح دلائل عطا کرکے فضیلت بخشی گئی، اعلان حق کرتے ہوئے آئے اور آپ اللہ کے لیے خشوع و خضوع اختیار کرنے والے اور اپنی امت کی شفاعت کرنے والے بن کر آئے، آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر درود و سلام اور رحمتیں نازل ہوں جو اطاعت کے کاموں میں صاحب جد واجتہاد تھے، نیز ان پر بھی تا قیامت رحمتیں نازل ہوں جو راہ صحابہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

حمد و ثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور کما حقہ اس کی عبادت کرو نیز اپنے گفتار و کردار کو اسی کے لیے خالص کرو۔

مسلمانو!

یقیناً اللہ نے ہمارے لیے ایسی شریعت نازل کی ہے جس پر عمل کرنا بڑا آسان اور سہل ہے اور جس کا ثواب بھی بڑا عظیم ہے، نیز اسلام کی بنیاد چند ایک اصول اور ستون پر رکھی، جن کے نہ ہونے سے عمارت منہدم ہو جائے اور اسلام ختم ہو جائے۔

اللہ کے بندو! ان ارکان و اصول میں سے نماز دوسرا رکن جو اسلام کا ایک ایسا ستون ہے جس پر

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۱۲ شوال، سن ۱۴۱۹ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

اسلام کی عمارت کھڑی ہے، تمہیں اس کی بنیاد اٹھانی ہے اور اس کی دیواریں بنانی ہیں۔

اللہ رب العالمین نے انبیاء ورُسُل کو نماز کا حکم دیا، موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

﴿إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ﴾

"بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ"۔[طه: ١٤]

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی:

﴿رَبِّ ٱجۡعَلۡنِي مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي﴾

"اے میرے رب! مجھے اور میری آل واولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے"۔[إبراهيم: ٤٠]

اللہ رب العالمین نے اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَكَانَ يَأۡمُرُ أَهۡلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرۡضِيّٗا﴾

"وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا، اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول"۔[مريم: ٥٥]

عیسیٰ علیہ السلام بھی اس وصیت سے فیضیاب ہوئے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوۡصَٰنِي بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمۡتُ حَيّٗا﴾

"اور مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا، جب تک میں زندہ ہوں تب تک"۔[مريم: ٣١]

ہمارے نبی محمد ﷺ کو بھی اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ﴾

"نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک"۔[الإسراء: ٧٨]

یہی وصیت اللہ کے نیک بندوں کی اپنی اولاد کو بھی ہوتی ہے:

﴿يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأۡمُرۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَٱنۡهَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ﴾

"اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو، اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو"۔[لقمان: ١٧]

نیز اللہ رب العالمین نے عام مومنوں کو بھی اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾

"اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔[البقرة: ٤٣]

یہی دین کی بنیاد اور اس کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے ضائع کر دیا اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا، یہ ایمان کی دلیل اور استقامت کی علامت ہے، ظاہری عبادات میں واجب شدہ سب سے اولین شے ہے، روز قیامت سب سے پہلے اسی کا محاسبہ کیا جائے گا، اور فرائض دین میں سے اٹھایا جانے والا سب سے آخری فریضہ ہوگا، نبی اکرم ﷺ کی جانب سے اپنی امت کو کی گئی سب آخری وصیت ہے، اسے تمہارے رب نے ساتویں آسمان سے بلا واسطہ فرض کیا ہے۔

یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نیابت نہیں چلتی، لہذا کوئی کسی اور کی جانب سے نماز ادا نہیں کر سکتا، خواہ کسی عذر کی بنا پر ہو یا بلا عذر۔

اللہ رب العالمین نے معراج کی شب بلا واسطہ نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے اسے فرض کیا، اپنی کتاب قرآن مجید میں اسے تمام عبادتوں سے زیادہ عظیم بتایا، کلمہ شہادت کی گواہی کے بعد اسی کا درجہ ہے، کبھی اسے کلمہ شہادت کے ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے اور کبھی زکوۃ کے ساتھ، اعمال صالحہ کی ابتداء وانتہا اسی سے کی ہے، اللہ رب العالمین نے اسے قرآن مجید میں عمومی خطاب کے ذریعہ ذکر کرنے کے بعد خصوصی خطاب کے ذریعہ بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿ٱتۡلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں۔[العنکبوت: ٤٥]

نماز کے اندر خالق کائنات کا جلال اور مخلوق کی پستی کا اظہار ہوتا ہے، خوف (کے ازالہ) کا سامان ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں ڈھال ہے، راحت وسکون ہے، دل کے اندر اطمینان ورضامندی میں اضافہ

کرتی ہے، اسی کے ذریعہ سے تمام اعمال واقوال کی اصلاح ہوتی ہے، نماز کا قیام تعظیم کی دلیل ہے جبکہ رکوع خضوع کی اور سجدہ انکساری کی دلیل ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نماز نور ہے"۔ (صحیح مسلم)۔ دلوں اور بصیرتوں کے لیے نور کی حیثیت رکھتی ہے، باطل اور منحرف امور کی تاریکی کو ختم کرتی ہے اور دل میں ہدایت وحق کا چرغ روشن کرتی ہے، قبر کی تاریکی میں روشنی کا کام کرتی ہے اور روز قیامت اس کی برکت سے پیشانی نور سے چمک رہی ہوگی۔

گناہوں کو مٹانے والی اور درجات بلند کرنے والی شے ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، مگر وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگی، جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی"۔ (صحیح مسلم)۔

اس میں خضوع اور دعا ہے، آہ وزاری اور مناجات ہے اور رحمن کی قربت ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب حالت سجدہ میں ہوتا ہے"۔ (صحیح مسلم)۔

انہیں اپنے مقررہ وقتوں پر ادا کرنا رب تعالی کے نزدیک محبوب امر ہے، ابن مسعود ت فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا، میں کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: والدین کی فرمانبرداری کرنا، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"۔ (متفق علیہ)۔

قیامت کے دن یہ فرحت وشادمانی لائے گی، ابن مسعود ت فرماتے ہیں: "جسے اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن اللہ سے حالت اسلام میں ملاقات کرے اسے چاہیے کہ مسجد میں جاکر ان نمازوں کی حفاظت کرے، کیوں کہ اللہ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کا طریقہ بنایا ہے اور ہدایت کے طریقوں میں سے یہ ہے کہ نماز مساجد میں ادا کی جائے"۔ (صحیح مسلم)۔

عالی وبلند ہمت والے رسول جہاں تشریف لے گئے وہاں باجماعت نماز کی ادائیگی کیلئے مساجد کی تعمیر کرنا ان کی پہلی ترجیحات ہوتی تھی، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِذۡ يَرۡفَعُ إِبۡرَٰهِـۧمُ ٱلۡقَوَاعِدَ مِنَ ٱلۡبَيۡتِ وَإِسۡمَٰعِيلُ﴾

"ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے".[البقرة: ١٢٧]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اپنی مسجد کی بنیاد رکھی.

مسلمانو!

انسان کمزور مخلوق ہے، بہت جلد حواس باختہ اور پریشان ہو جانے والا ہے، بہت زیادہ گناہ کرنے والا ہے، اس زندگی میں دشواریوں اور پریشانیوں کے درمیان سے گزرتا ہے:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ فِي كَبَدٍ﴾

"ہم نے انسانوں کو مشقت میں پیدا کیا ہے"۔[البلد: ٤]

اور نماز میں ان تمام امور سے نجات ہے، (یہ) شرح صدر اور حزن و ملال کے خاتمہ کا ذریعہ ہے، زندگی کے امور میں معاون اور حاجات کی تکمیل کا سبب ہے، اس کے ذریعہ کتنی ہی خوشیاں اور مختلف اقسام کے خیر اور عظیم برکتیں حاصل ہوئیں۔ اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِ﴾

"اور صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو"۔[البقرة: ١٥٣]

نیز یہ کہ "نبی اکرم ﷺ کو جب کبھی سخت اور مشکل معاملہ درپیش ہوتا آپ نماز پڑھتے"۔(مسند احمد)۔

نماز، آزمائشوں کے وقت میں مسلمان کی قوت ہے، اسے صبر و تحمل پر ابھارتی ہے، اس کے عزائم کو تقویت بخشتی ہے، دل کو مضبوط کرتی ہے، اس کو فکری اور جسمانی طور سے دنیوی معاملات اور حصول

معاش کی مشقت سے راحت دلاتی ہے، نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اے بلال! ہمیں نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ"۔ (مسند احمد)۔

نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی، اور جب اللہ نے کنواری زاہدہ خاتون مریم علیہا السلام کو بغیر شوہر کے اولاد عطا کر کے آزمائش میں ڈالنا چاہا تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ آزمائش کی شدت کم ہو جائے:

﴿يَٰمَرْيَمُ ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ وَٱسْجُدِى وَٱرْكَعِى مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾

"اے مریم تم اپنے رب کی اطاعت کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔[آل عمران: ٤٣]

نماز، رزق کے لانے اور معاش کی فراوانی کا سبب ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ﴾

"اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہ، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں۔[طه: ١٣٢]

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو آپ کے پاس رزق ایسی ایسی جگہوں سے آتا ہے جہاں سے آنے کا آپ گمان بھی نہیں کر سکتے"۔

نماز، رحمت کے نازل ہونے اور دعا کے قبول ہونے کا سبب ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَنَادَتْهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّى فِى ٱلْمِحْرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾

"پس فرشتوں نے انہیں آواز دی، جب وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ تعالٰی تجھے یحیٰ کی یقینی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالٰی کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا سردار، ضابطہ نفس اور نبی ہے نیک لوگوں میں سے"۔[آل عمران: ٣٩]

مسلمانو!

کامیاب مومنین کی صفات کا ذکر کرتے وقت سب سے پہلے نماز کا ذکر آیا، اس پر محافظت برتنا جنت الفردوس کی وراثت کا مستحق ٹھہرائے گا، اس پر مداومت برتنا اہل جنت کے معزز لوگوں کی پہلی صفت بھی ہے اور آخری بھی۔

اللہ رب العالمین نے نماز میں خیر و بھلائی کو بڑے ہی بلیغ اور نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کر دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ﴾

"یقیناً نماز بری باتوں اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔[العنکبوت: ٤٥]

نماز ادا کرنے سے برے اقوال وافعال کی گندگیاں باقی نہیں رہتی ہیں، یہ اخلاق اور فطرت انسانی کو مہذب بناتی ہے، اور اخلاقی گراوٹ کی راہ میں (مانند دیوار) حائل رہتی ہے، محمود صفات اور معزز خصلتوں پر مشتمل ہے، اس کے ادا کرنے والوں کی بڑی پاکیزہ سیرت ہے، نماز اپنے اندر بے شمار فوائد، مختلف منافع ان گنت فضیلتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

مسلمانو!

یقیناً نماز ترک کرنا اور اس میں سُستی کرنا بہت بڑی مصیبت اور بڑا قبیح عیب ہے، اسے وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جسے بہت بڑی سزا مل رہی ہو اور جس کی حسرت و ندامت بڑھ گئی ہو، اس کا منکر، اللہ سے اعراض کرنے والا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، جنت الفردوس کی وراثت اور نعمتوں والی جنت میں تکریم کیے جانے سے محروم ہے، ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم ہے، اور تمہیں کیا خبر کہ جہنم کیا ہے؟

جو ایک اللہ کو سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوگا اسے اللہ جہنم کی آگ میں جلائے گا، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "جہنم انسان کے جسم کے تمام حصوں کو کھا جائے گی سوائے سجدے کے نشان کے"، نیز فرماتے ہیں: "بندہ مومن اور مشرک و کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے"۔(صحیح مسلم)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد اگر کوئی شخص پانچ نمازوں

میں سے کسی ایک نماز کی ادائیگی سے رک جاتا ہے تو اسے توبہ کروایا جائے گا، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا"، اور ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جان بوجھ کر فرض نماز ترک کرنا عظیم اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے، اللہ کے نزدیک اس کا گناہ کسی ناحق کے قتل اور (ظلماً) مال لینے سے بھی زیادہ اور بڑا ہے، بلکہ زناکاری، چوری اور شراب نوشی سے بھی عظیم ہے، نیز ایسا شخص اللہ کے عذاب، اس کی ناراضگی اور دنیا و آخرت میں رسوائی کو دعوت دینے والا ہے"، جس کسی نے بھی نماز ترک کی، شقاوت اس کا مقدر بنی ہے، اور جس نے بھی اس کی ادائیگی کا اہتمام کیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔

أعوذ باللّه من الشّيطان الرّجيم

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱرۡكَعُواْ وَٱسۡجُدُواْ وَٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمۡ وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ﴾

"اے ایمان والو! رکوع و سجود بجالاؤ اور اپنے رب کی عبادت انجام دو نیز خیر کے کام کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔[الحج: ٧٧]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس رب کے لیے ہے جس کی شان اس قدر بلند ہے کہ اس کا کوئی ہمسر اور مقابل نہیں، جس کی ذات ازواج واولاد کے امور سے پاک ہے، میں اس کی وافر نعمتوں پر اس کی حمد بیان کرتا ہوں۔

میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں،ایسی گواہی جو شرک وضلالت کی گندگیوں سے پاک ہے۔

ساتھ ہی میں اس بات کی بھی گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں، چنندہ نبی اور برگزیدہ رسول ہیں، رحمت وہدایت دے کر بھیجے گئے ہیں، آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، جو ہدایت کے راہنما اور شب تاریک کے روشن چاند ہیں۔

حمد وثنا کے بعد، مسلمانو!

اللہ نے تمام مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾

"اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔[البقرة: ٤٣]

اللہ رب العالمین نے مجاہدین اس حالت میں بھی جماعت سے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا جب کہ دشمنوں کے سامنے صف آرا ہوں، نیز نبی اکرم ﷺ نے ایسے نابینا شخص کو بھی جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی جسے کوئی ایسا شخص میسر نہیں تھا جو راستے میں اس کے ساتھ رہ کر اس کی راہنمائی کرتا۔

نماز باجماعت کی ادائگی سے ہی جاہل کو علم حاصل ہوتا ہے اور غافل شخص اپنی غفلت سے بیدار ہوتا ہے، اور اسی کے سبب مسلمان آپس میں، اللہ کی محبت، اس کی عبادت، اس کے لیے تواضع اور اس کے

سامنے انکساری حاصل کرنے سے متعلق ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، چنانچہ ایسا کرنے سے ان کے دل میں خشوع وخضوع اور صفوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے، ابوہریرہ τ فرماتے ہیں: "کسی شخص کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے، یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ کی آواز سن کر لبیک نہ کہے"، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "نماز میں چھ خصلتیں ایسی ہیں جو نفاق کی علامت ہیں: نماز کو جانے میں سستی کرنا، نماز کی ادائیگی کے وقت ریاکاری کرنا، اس میں تاخیر کرنا، جلدی جلدی پڑھنا، اللہ کا ذکر بہت کم کرنا، اور نماز باجماعت سے پیچھے رہنا"۔

مسلمانو!

یہ اللہ کی جانب سے ہماری تکریم ہے کہ جو شخص مساجد میں جا کر نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے اس کے اجر میں کئی گنا اضافہ کر دیا جاتا ہے، لہذا "جس کسی نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز با جماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات نماز میں گزاری"، اور "جو شخص مسجد کی طرف صبح وشام بار بار آتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی تیار کرتا ہے، جب بھی وہ صبح اور شام (مسجد میں) آتا اور جاتا ہے"۔

اور مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنا، نیز بکثرت مساجد جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا؛ راہ الہی میں پہرہ دینے کی مانند ہے، اللہ اس کے ذریعہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے، اور جو کوئی وضو کرتا ہے اور مکمل طریقے سے وضو کرتا ہے، پھر فرض نماز کی ادائیگی کی خاطر مسجد کو چل کر جاتا ہے اور با جماعت نماز کی ادائیگی کرتا ہے، اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور جس نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد کو صرف نماز کے ارادے سے نکلا، اس کے ایک قدم اٹھانے پر ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، پھر جب نماز مکمل کر لیتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے، مزید یہ کہ وہ نماز کے لیے جتنا قدم چلتا ہے وہ سب اس کے لیے صدقہ ہے۔

یہ اور اس جیسی دوسری فضیلتوں کا وعدہ اس شخص کے لیے ہے جو مسلمانوں کے ساتھ نماز کی ادائیگی

کرتا ہے، لہذا اللہ کی حمد بیان کرو کہ اس نے تمہیں ان فضیلتوں کے حصول کی ہدایت دی اور اپنی تمام مخلوقات میں سے تمہیں ان محمود صفات کے لیے چنا۔

اللہ کے بندو!

اپنی اولاد کے تئیں حقیقی مشفق باپ اور اپنے اہل خانہ کے تعلق سے حقیقی مہربان شخص وہی ہے جو نماز کی ادائیگی پر ان کی معاونت کرے، لہذا آپ اپنے گھر سے جب کبھی نماز کے لیے نکلیں تو آپ بچے آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ہونے چاہیے، جو آپ کے آگے بڑھ کر اللہ کے گھر کے لیے اور ان مقامات پر جانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کریں جہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

لہذا؛ اپنے دین پر عموماً اور اپنی نماز کے تعلق سے خصوصاً اللہ کا تقوی اختیار کرو، کیوں کہ نماز کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی بڑی شان ہے، لہذا رغبت کے ساتھ اور اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے اس کی طرف آؤ۔

یہ بھی جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

دین میں نماز کی اہمیت[1]

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد و ثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، کیوں کہ تقوی تمہارے ظاہری اعمال میں سب سے خوبصورت اور باطنی اعمال میں سب سے معزز شے ہے۔

مسلمانو!

اللہ کے نزدیک سب سے عظیم عمل یہ ہے کہ اسے عبادتوں میں یکتا کیا جائے، کسی بندے نے اس کے مثل کسی دوسرے عمل سے کبھی تقرب حاصل نہیں کیا، اور توحید کے بعد سب سے بہترین نیکی: اسلام کا دوسرا رکن ہے جس میں اللہ کا ذکر، اس کی تعظیم اور اس کے لیے عاجزی وانکساری اور خشوع و خضوع ہے، اللہ نے اس کا نام ایمان رکھا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَـٰنَكُمْ﴾

"اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا"۔[البقرة: 143]

یہ اسلام کا ستون اور ایمان بالغیب کے بعد، اللہ کی کتاب میں مذکور متقیوں کی اولین صفت ہے، نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز کی دعوت ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ اپنے داعیوں کو دوسرے

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ٢٤ جمادی الاولی، سن ١٤٣٥ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

شہروں کی طرف بھیجا کرتے تھے، آپ ﷺ نے معاذ τ سے کہا: "تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، سب سے پہلے تم نے انھیں اللہ وحدہ کی عبادت کی دعوت دینی ہے، جب وہ اس بات سے آشنا ہو جائیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالٰی نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

نبی اکرم ﷺ توحید کے بعد سب سے پہلے نماز ادا کرنے کی شرط لگاتے تھے، کیوں کہ یہ بدنی عبادتوں کی اصل ہے اور نبی اکرم ﷺ کی جانب سے اپنی امت کو کی گئی آخری وصیت ہے: "نماز ادا کرنا، نماز ادا کرنا، اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا"۔ (مسند احمد)۔

جس نے اسے مکمل کیا اس نے اپنے دین کو قائم کیا، اور جس نے اسے ضائع کیا وہ بدرجہ اولی دوسرے امور کو ضائع کرے گا، یہ اس شخص کے لیے امان ہے جو مشرک تھا پھر اس نے اسلام قبول کیا:

﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمۡ﴾

"لہذا اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو"۔[التوبة: 5]

اس میں جان و مال کی حفاظت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پورے آداب سے نماز ادا کریں اور زکاۃ دیں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال و جان کو مجھ سے بچا لیا، سوائے حق اسلام کے۔ اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے"۔ (متفق علیہ)۔

نماز، دینی اخوت کو لازم کرتی ہے:

﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَإِخۡوَٰنُكُمۡ فِي ٱلدِّينِ﴾

"لہذا اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔[التوبة: 11]

اس کے عظیم المرتبت اور دوسرے اعمال سے اس کی جداگانہ حیثیت کے سبب ہی اللہ رب العالمین

نے اسے اپنے نبیوں اور رسولوں پر فرض کیا، چنانچہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کو اس کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ﴾

"اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی"۔[الأنبیاء: 73]

نیز ابراہیم علیہ السلام نے اپنے سے یہ دعا مانگی کہ ان کی نسل نماز ادا کرنے والوں میں سے ہو، اور اللہ رب العالمین نے نماز کا اہتمام کرنے کی وجہ سے اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کی، چنانچہ فرمایا:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا﴾

"وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا، اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول"۔[مریم: 55]

توحید کے بعد، موسی علیہ السلام پر فرض ہونے والا سب سے پہلا حکم نماز کی ادائیگی کا ہے، چنانچہ اللہ رب العالمین نے ان دونوں فرائض کو بیان کرنے کے لیے ان (موسی علیہ السلام) سے بلا واسطہ گفتگو فرمائی:

﴿إِنَّنِىٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدْنِى وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِىٓ﴾

"بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ"۔[طه: 14]

اسی بات کی وحی اللہ رب العالمین نے موسی اور ہارون علیہما السلام کی طرف کی، کہ اپنی قوم کو اس کا حکم دیں:

﴿وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا
وَٱجْعَلُوا۟ بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو"۔[یونس: 87]

زکریا علیہ السلام نماز پر مداومت برتتے تھے:

﴿فَنَادَتْهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّى فِى ٱلْمِحْرَابِ﴾

"چنانچہ فرشتوں نے انہیں آواز لگائی، جب وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے"۔[آل عمران: 39]

داود علیہ السلام بھی نماز سے بڑی محبت کرتے تھے، چنانچہ وہ رات کے ایک تہائی حصے میں قیام کیا کرتے تھے، اور جب قوم شعیب نے اپنے نبی کو دعوت توحید اور نماز کی تعظیم کرتے دیکھا تو ان سے کہا:

﴿أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِىٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا۟﴾

"انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! کیا تیری صلاۃ تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں"۔[ھود: 87]

عیسیٰ علیہ السلام جب گود میں تھے اس وقت انہوں نے اسی نماز کے تعلق سے گفتگو کی تھی:

﴿وَأَوْصَٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾

"اور مجھے نماز اور زکوۃ کی وصیت کی گئی ہے جب تک میں زندہ رہوں تب تک"۔[مریم: 31]

نیز اللہ رب العالمین نے تمام انبیا کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُ ٱلرَّحْمَٰنِ خَرُّوا۟ سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾

"جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں جا گرتے"۔[مریم: 58]

بنی اسرائیل سے اس کی ادائیگی پر عہد لیا گیا تھا:

﴿وَلَقَدْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ ٱثْنَىْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ ٱللَّهُ إِنِّى مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیماں لیا اور انہی میں سے بارہ سردار ہم نے مقرر فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو گے"۔[المائدة: 12]

لقمان نے اپنے بیٹے کو اس کی وصیت کی تھی، چنانچہ فرمایا:

﴿يَٰبُنَىَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"میرے بیٹے! نماز قائم کرو"۔[لقمان: 17]

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کی امتوں کو اس کا حکم دیا تھا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز قائم رکھیں"۔[البينة: 5]

نیز ہمارے نبی محمد ﷺ کو بھی اللہ رب العالمین نے اسی کا حکم دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَىِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ﴾

"اور صبح و شام نماز قائم پڑھا کرو اور رات کی تاریکی میں بھی"۔[هود: 114]

اور امت محمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"اور نماز قائم کرو"۔[البقرة: 43]

ہمیں خوف و امن، سفر و حضر، صحت و مرض ہر حالت میں اس کی ادائیگی کا حکم دیا، کسی مکلف شخص سے کسی بھی صورت ساقط نہیں ہوتی سوائے حاضہ اور نفساء کے، بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے اس کی ادائیگی کا حکم دیا جائے گا، اور جب دس سال کا ہو جائے تو ادائیگی نہ کرنے پر اس کی پٹائی کی جائے گی،

نبی اکرم ﷺ "عشاء سے قبل سونا ناپسند کرتے تھے تاکہ نماز سے سوئے نہ رہ جائیں، اور بعد از عشاء گفتگو میں لگے رہنے کو ناپسند کرتے تھے، تاکہ جاگنا نماز صبح کو گراں نہ کر دے"۔ (متفق علیہ)، اللہ رب العالمین نے اپنے مومن بندوں کی چند صفات بیان کر کے ان کی تعریف کی ہے، ان میں نماز سے ابتدا کی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ ٱلْمُؤْمِنُونَ * ٱلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَٰشِعُونَ﴾

"یقینا وہ مومنین کامیاب ہو گئے جو خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں"۔[المؤمنون: 1 — 2]

اور اختتام بھی اسی صفت سے کی ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ﴾

"اور جو اپنی نمازوں پر محافظت برتتے ہیں"۔ [المعارج: 34]

اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل بھی یہی ہے، نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: "اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ فرمایا: وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا، کہا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: پھر والدین کی فرمانبرداری کرنا"۔(متفق علیہ)۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "نمازوں پر محافظت برتنا اور انہیں اپنے مقررہ وقت پر ادا کرنا نیز والدین کی فرمانبرداری پر محافظت برتنا ایک لازمی اور ہمیشہ تکرار کے ساتھ ہونے والا عمل ہے، ان میں اللہ کے حکم کا خیال وہی رکھ سکتا ہے جس کا شمار صدیقین میں سے ہوتا ہے"۔

اللہ رب العالمین نے اسے دوسری تمام عبادتوں کے درمیان یہ خصوصیت بخشی ہے کہ اسے آسمان میں فرض کیا ہے، نیز اس کی فرضیت کا حکم دیتے وقت نبی اکرم ﷺ سے بلا واسطہ گفتگو فرمائی ہے، یوں تو تعداد میں یہ پانچ ہیں لیکن اجر پچاس نمازوں کا ملتا ہے، بدن، لباس اور جگہ کی پاکی کے بغیر اسے قبول نہیں کیا جاتا، دوران نماز حرکت کرنے، کھانے پینے اور بات کرنے کی ممانعت ہے، نماز کے علاوہ دیگر

عبادتوں میں یہ ممانعت نہیں پائی جاتی، کیوں کہ بندہ اس حالت میں اپنے رب عظیم سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے، لہذا اس عظیم ذات کے ساتھ گفتگو میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کیا جائے گا، اللہ رب العالمین نمازی کے سامنے ہوتا ہے، اور بندہ اپنے رب کے سب سے قریب تب ہوتا ہے جب وہ اللہ کے لیے سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔

اس کی ادائیگی جنت میں داخلے اور رب کریم کے چہرے کے دیدار کا سبب ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "تم یقیناً اپنے رب کا دیدار اسی طرح کروگے جس طرح اس چاند کا دیدار کر رہے ہو، کہ تمہیں اس کے دیدار میں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہو رہی، لہٰذا اگر تم پابندی کر سکتے ہو تو طلوع آفتاب سے پہلے (فجر کی) اور غروب آفتاب سے پہلے (عصر کی) نمازوں سے مغلوب نہ ہو جاؤ، یعنی پابندی سے انہیں ادا کر سکو تو ضرور کرو"۔ (متفق علیہ)، ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جنت میں سب سے اعلیٰ شے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، اور دنیا میں سب سے معزز عمل یہ دو نمازیں ہیں، یعنی فجر اور عصر، لہذا ان دونوں نمازوں پر محافظت برتنے سے جنت میں داخلے کی امید قوی ہوتی ہے اور اللہ کے دیدار کی بھی"۔

نماز کی ادائیگی سے قبل بھی نماز کا بڑا عظیم اجر ہے، چنانچہ وضو گناہوں کو مٹاتا ہے، اور "جو شخص صبح و شام مسجد کو جاتا ہے اللہ ہر بار اس کے لیے جنت میں مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے"، (متفق علیہ)۔ تم جتنا قدم نماز کے لئے اٹھاؤ گے، ہر ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اللہ کے نزدیک تمہارا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور دوسرا قدم تم سے برائیوں کو مٹاتا ہے، اور جو شخص مسجد میں داخل ہو گیا اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں، کہتے ہیں: "اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، جب تک کہ اس کی طہارت باقی رہے (فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں)"۔ فرشتے کی دعا کے علاوہ نماز کا انتظار کرنے والوں کے لئے نماز پڑھنے کا ثواب درج کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ اس کا انتظار کرتا رہے، مزید یہ کہ دوران نماز مغفرت کے خوشگوار جھونکوں سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے: "جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔

بعد از نماز ذکر کرنا گناہوں کو ختم کرتا ہے، چنانچہ جس نے نماز کے بعد ۳۳ بار اللہ کی تسبیح و تحمید اور

۳۴ بار اللہ کی تکبیر بیان کی اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور جس نے تقوی کے ساتھ مسجد میں نماز کی ادائیگی کر کے اسے آباد کیا وہ مومن میں سے ہے، اللہ سبحانہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَـٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"یقیناً اللہ کی مسجدیں آباد وہی کرتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں"۔[التوبة: 18]

اور "جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز بھی باجماعت ادا کی، گویا اس نے پوری رات کا قیام کیا"۔(صحیح مسلم)۔

مختصر سے لمحے میں مغفرت کا عظیم دروازہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی تشبیہ نہر سے بیان کی ہے: "تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو جس سے وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس (کے جسم) کا کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟" صحابہ نے عرض کیا: اس کا کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے"۔(متفق علیہ)۔ نیز فرمایا: "کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، مگر وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گی، جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے ہے"۔(صحیح مسلم)۔

نیز اس کے دنیوی منافع بے شمار ہیں: اس سے نیک بختی آتی ہے، رزق لاتی ہے، راہ میں آسانیاں پیدا کرتی ہے، اور اس کے سبب انجام بھی بہتر ہوتا ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَٱلْعَـٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ﴾

"اور اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر مضبوطی سے جمے رہیں، ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کو رزق دیتے ہیں، اور انجام کار متقیوں کے لئے ہے"۔[طه: 132]

شر اور تکلیفیں دور کرتی ہے اور ہر طرح کا خیر لاتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے،-یعنی اس کی حفظ ورعایت میں ہے-"،(صحیح مسلم)۔

ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "دنیوی پریشانیوں کے ازالے میں نماز کی بڑی عجیب تاثیر ہے، خاص طور سے جب آپ ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے اسے مکمل کرکے اس کا حق دیتے ہیں، چنانچہ نماز کے مثل کوئی دوسری شے نہیں جس سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوتی ہوں اور پریشانیاں دور ہوتی ہوں"۔ نیز فرمایا: "اور جسم و دل کی صحت و قوت میں نیز دونوں کو فاسد اور خراب مادہ سے محفوظ رکھنے میں بھی اس کا عجیب اثر ہے، ایسے دو شخص جنہیں کوئی آفت و مرض یا آزمائش و پریشانی نے گھیر لیا ہو، ان میں سے جو نمازی ہوتا ہے اس کی پریشانی دوسرے کے مقابلے میں کم ہوتی ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی وہ دوسرے شخص سے بہتر ہوتا ہے"۔

اللہ کی توحید اور نماز کے مثل کوئی دوسری شے بلاؤں کو نہیں ٹالتی، اللہ رب العالمین نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نماز کے سبب ہی نجات دی تھی:

﴿فَلَوْلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ * لَلَبِثَ فِى بَطْنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

"اگر وہ تسبیح بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو تا قیامت مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے"۔[الصافات: 143 — 144]

داود علیہ السلام کو جب آزمائش میں ڈالا گیا تو استغفار اور نماز کے علاوہ انہیں توبہ کا کوئی راستہ نہ ملا:

﴿فَٱسْتَغْفَرَ رَبَّهُۥ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾

"لہذا انہوں نے اپنے کی بارگاہ میں استغفار کیا اور رکوع میں چلے گئے اور اللہ کی طرف لوٹ آئے"۔[ص: 24]

جب اللہ نے مریم علیہا السلام کو بغیر شوہر کے اولاد دے کر آزمانے کا ارادہ کیا تو انہیں بھی نماز کی ادائیگی کا حکم دیا تاکہ یہ دشوار گزار امر ان پر آسان ہو جائے:

﴿يَـٰمَرۡيَمُ ٱقۡنُتِي لِرَبِّكِ وَٱسۡجُدِي وَٱرۡكَعِي مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾
"اے مریم! اپنے رب کے لیے لمبا قیام اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔[آل عمران: 43]

نیز نبی اکرم ﷺ پر جب پریشان کن گھڑی آتی تو آپ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔
اللہ رب العالمین نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر حالت میں اسی کے ذریعے مدد طلب کریں:
﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ﴾
"اے ایمان والو: صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔[البقرة: 153]

کوئی اہم دنیوی معاملہ درپیش ہو تو ہم اللہ کی طرف نماز استخارہ کے ذریعے لوٹتے ہیں، نظام کائنات میں کوئی خلل واقع ہو جائے تو ہم نماز کسوف کے ذریعے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، خوشیوں میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے لیے شکر کا سب سے بڑا دروازہ نماز تھا، چنانچہ جب آپ نماز کو کھڑے ہوتے تو اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں میں سوجن آجاتی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "آپ ایسا کیوں کرتے ہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا بڑا شکر گزار بندہ بن جاؤں؟"۔

بروز قیامت، نماز دوسرے تمام اعمال پر مقدم ہوگا اور یہی وہ عمل ہوگا جس کا حساب قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے لیا جائے گا، جنت میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت کثرت نماز کے سبب نصیب ہوگی، ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: "میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں م، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر کثرت نماز کے ذریعے اپنی ذات پر میری مدد کرو"۔(صحیح مسلم)۔
سجدوں کے ذریعے مومن اور منافق کے درمیان فرق ہوتا ہے، چنانچہ جب مومن اپنے رب کا

دیدار کرے گا تو فوراً سجدے میں گر جائے گا اور جب منافقوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اس پر قادر نہ ہوں گے، یہ ان کی سزا ہو گی:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾

"جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے"۔[القلم: 42]

اور اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کے سبب آگ میں ڈالا گیا تو آگ اس کے اعضاے سجدہ کو نہ چھوے گی، ایک عظیم فریضہ ہے جسے اللہ نے کفر وایمان کے درمیان (فرق کی) علامت بنایا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: " بندہ مومن اور مشرک و کافر کے درمیان فرق نماز کے ترک کرنے کا ہے"۔ (صحیح مسلم)۔

اللہ رب العالمین نے نماز ترک کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِۖ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا﴾

"ان کے بعد ایسے نااہل لوگ آئے جنھوں نے نماز ترک کیا اور خواہشات کی پیروی کی، لہذا عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے"۔[مریم: 59]

اور کفار سے کہا جائے گا:

﴿مَا سَلَكَكُمۡ فِي سَقَرَ * قَالُواْ لَمۡ نَكُ مِنَ ٱلۡمُصَلِّينَ﴾

"تمہیں جہنم میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ کہیں گے: ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے"۔[المدثر: 42 – 43]

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نماز چھوڑنے والوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"۔

ان باتوں کے بعد، مسلمانو:

ہر مکلف شخص پر واجب ہے کہ نماز پر محافظت برتے اور اپنے اہل خانہ کو اس کا حکم دے، یہی انبیا کا طریق کار ہے اور رب کی رضا بھی اسی میں ہے، اس میں گناہوں کی مغفرت اور درجات کی بلندی ہے اور

یہ ہر خیر کو جمع کرنے والا اور ہر شر سے روکنے والا عمل ہے، اس میں ابتدا سے لے کر انجام تک کی صلاح ہے، توفیق و نیک بختی ہے، اور آسائش زندگی کی فراوانی ہے، مال کی برکت ہے، گھروں میں اطمینان لاتا ہے اور ذریت کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہے۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ وَقُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِۖ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُودٗا﴾

"نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا"۔[الإسراء: 78]

اللہ رب العالمین مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اس کے دئے ہوئے احسانات پر، اس کی توفیق وانعامات پر اس کا شکر گزار ہوں، نیز میں رب کی عظمت شان کا اقرار کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ساتھ ہی میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ رب العالمین ان پر اور ان کے آل واصحاب پر رحمتیں اور مزید سلامتی نازل کرے۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے مردوں پر مساجد میں جا کر باجماعت نماز کی ادائیگی فرض کی ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾

"اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔[البقرة: 43]

اور نبی اکرم ﷺ نے نماز باجماعت سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلانے کا عزم کیا تھا، چنانچہ فرمایا: "منافقوں کے لیے سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر ان لوگوں کو پتہ چل جائے، جو ان میں (خیر وبرکت) ہے تو چاہے انھیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، ضرور آئیں۔ اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں، پھر کسی شخص کو کہوں وہ لوگوں کو جماعت کرائے، پھر میں کچھ اشخاص کو ساتھ لے کر، جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، پھر ان کے گھروں کو ان پر آگ سے جلادوں"۔ (متفق علیہ)۔

نیز آپ ﷺ نے ایک ایسے نابینا شخص کو نماز باجماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی جس کا

کوئی راہنما نہیں تھا، بلکہ اس سے کہا: "کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو آنا واجب ہے۔(صحیح مسلم)۔

لہذا نماز باجماعت کی طرف سبقت کرو، کیوں کہ یہ چہرے کا نور اور ایمان کی دلیل ہے، اسی سے انشراح صدر حاصل ہوتا ہے، اور اسی سے بلند مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔!!!

نماز باجماعت کا وجوب (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے اپنی مخلوق کو یہ حکم دیا کہ اسے عبادت میں اکیلا جانیں، لہذا کوئی بھی عمل بغیر توحید کے مقبول نہیں ہے، اور توحید کے بعد دوسرے نمبر پر جس عبادت کا سب سے زیادہ ذکر کیا ہے اور اپنے رسولوں کو بھی اس کا حکم دیا ہے، جیسا کہ موسی علیہ السلام سے کہا:

﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ﴾

"اور نماز مجھے یاد کرنے کے لئے قائم کرو"۔[طه: 14]

عیسی علیہ السلام نے کہا:

﴿وَأَوۡصَٰنِي بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمۡتُ حَيّٗا﴾

"اور جب تک میں زندہ رہوں، مجھے نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا"۔[مریم: 31]

---

(1)

اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اور ان کی ذریت کو نماز قائم کرنے والوں میں سے بنادے:

﴿رَبِّ ٱجْعَلْنِي مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا﴾

"اے میرے رب، مجھے اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنادے"۔[إبراهيم: 40]

اور اسماعیل علیہ السلام کی اس بات پر تعریف کی کہ وہ اپنے اہل خانہ کو نماز کی تلقین کرتے تھے:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ﴾

"اور وہ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیتے تھے"۔[مريم: 55]

یہی وہ عہد ہے جسے اللہ رب العالمین نے سابقہ امتوں سے لیا تھا:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَٰقَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا"۔[البقرة: 83]

نیز یہ لقمان علیہ السلام کی وصیتوں میں سے ایک وصیت ہے:

﴿يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ﴾

"اے میرے بیٹے! نماز قائم کرنا"۔[لقمان: 17]

اور اس امت کو اس پر محافظت کرنے کا حکم دیا گیا:

﴿حَٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ وَقُومُوا۟ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾

"نمازوں پر محافظت برتو، اور درمیانی نماز کی بالخصوص حفاظت کرو، اور اللہ کے لئے لمبا قیام کرو"۔[البقرة: 238]

عورتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا:

﴿وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ﴾

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو"۔[الأحزاب: 33]

نیز یہ ایمان کی بنیادوں میں سے ایک ہے، نبی اکرم ﷺ نے عبد القیس کے وفد سے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا"، (متفق علیہ)، دین میں اس کا درجہ شہادتین کے بعد ہے، نیز نبی اکرم اپنی دعوت کے ابتدائی دنوں میں اسی کی دعوت دیا کرتے تھے، چنانچہ ھرقل نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "تمہیں وہ کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟-یعنی نبی ﷺ-، ابو سفیان نے کہا: "ہمیں نماز، زکاۃ، صلہ رحمی اور عفت کا حکم دیتے ہیں"۔(متفق علیہ)۔

نیز، اللہ کے نزدیک یہ سب سے محبوب عمل ہے، نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: "کون سا عمل اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا"۔(متفق علیہ)۔

نماز کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تمام عبادتوں میں سے صرف اسی کو آسمان میں فرض کیا گیا، چنانچہ اسے (اس کی فرضیت کا حکم) لے کر کوئی فرشتہ زمین پر نہیں آیا، بلکہ اللہ رب العالمین نے اپنے نبی محمد ﷺ سے بلاواسطہ اس کی فرضیت کے تعلق سے گفتگو فرمائی، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "پھر مجھے سدرۃ المنتھی لے جایا گیا، چنانچہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی اور پچاس نمازیں دن اور رات میں فرض کی گئیں"۔(متفق علیہ)۔ اس کے بلند مرتبت ہونے کے سبب پہلے پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر تخفیف کر کے عدداً تو پانچ کر دی گئیں، البتہ ثواب پچاس نمازوں کا ہی رکھا گیا۔

اس سے صحابہ کرام کو محبت تھی، چنانچہ انہوں نے سخت سے سخت حالات میں بھی اسے ادا کیا، جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک قوم سے جہاد کیا، معرکہ بڑا سخت ہوا، مشرکین نے کہا: ان کی نماز کا وقت آنے والا ہے، اور وہ ان کے نزدیک ان کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے"۔(صحیح مسلم)۔ صحابہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس پر بیعت بھی کی تھی، جریر بن عبد

اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے نصح و بھلائی چاہنے کے تعلق سے بیعت کی"۔ (متفق علیہ)۔ نماز دین و دنیا کے امور پر بہترین معاون ہے، انسان کو اخلاق کریمانہ سے مزین کرتی ہے، فحش اور منکر امور سے بچاتی ہے، گناہوں کو مٹاتی ہے اور برائیوں کو ختم کرتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے اسے ایسی نہر سے تشبیہ دی ہے جو میل کچیل ختم کرتی ہے۔ (متفق علیہ)۔ بندے کو شر اور ہلاکت کی وادیوں سے بچاتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز فجر ادا کی وہ اللہ کی ذمہ داری میں چلا گیا"۔ (صحیح مسلم)۔ بندے سے مصائب، فتنے، آفات اور عیب دار امور کو دور کرتی ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو"۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تمام امور میں ثبات قدمی کے لئے نماز سب سے زیادہ معاون شے ہے"۔

رزق کے دروازے کھولتی ہے اور اس کی راہیں آسان کرتی ہے، اللہ رب العالمین نے زکریا علیہ السلام کے تعلق سے فرمایا:

﴿فَنَادَتْهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّى فِى ٱلْمِحْرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ﴾

"چنانچہ فرشتوں نے انہیں ندا لگائی، اس وقت جب کہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ اللہ رب العالمین تمہیں یحییٰ کی بشارت سناتے ہیں"۔[آل عمران: 39]

نیز مریم علیہا السلام کے تعلق سے فرمایا:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا﴾

"جب کبھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے، ان کے پاس رزق پاتے"۔[آل عمران: 37]

بدن کو قوت بخشتی ہے اور شرح صدر کا ذریعہ ہے، جب انسان بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے، پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو "اس دن چاق و چوبند ہو کر خوش گوار انداز میں صبح کرتا ہے"۔ (متفق علیہ)۔

نبی اکرم ﷺ نے نماز کو نور کی صفت سے متصف کیا ہے، چنانچہ فرمایا: "اور نماز نور ہے"۔ (صحیح مسلم)۔

نیز یہ دخول جنت اور اس میں درجات کی بلندی کا باعث بھی ہے، ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، اور کہا: "مجھے ایسا عمل بتائیں جسے میں کروں تو اللہ اس کے بدلے مجھے جنت میں داخل کرے- یا یہ کہا: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل بتائیں-؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بکثرت سجدہ کرنے کا التزام کیا کرو، کیوں کہ تم جتنے سجدے کروگے، ہر ایک سجدے کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کیا جائے گا، اور ایک گناہ مٹایا جائے گا"۔

مزید یہ کہ نماز، جنت میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب ہونے کے اسباب میں سے ہے، ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ: مانگو، میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے کہا: اس کے علاوہ کچھ اور چاہیے؟ میں نے کہا: بس وہی چاہیے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم کثرت سجود کے ذریعے اپنے نفس پر میری مدد کرو"۔ (صحیح مسلم)۔

نماز، نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نیز یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی زندگی کی آخری وصیت بنایا تھا، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی اکثر وبیشتر وصیتیں نماز اور ماتحتوں کے حقوق سے متعلق تھیں"۔ (مسند احمد)۔

اس کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور اس کا نفع متعدی ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے تعلق سے فرمایا: "اگر لوگ جان لیں کہ ان دونوں (عشاء اور فجر کی) نمازوں میں کیا فوائد ہیں تو کسی بھی صورت میں وہ آئیں، خواہ سرین کے بل چل کر کیوں نہ آنا پڑے"۔ (متفق علیہ)۔

ہر مسلمان پر اس کی ادائیگی ہر حال میں فرض ہے، خواہ وہ کسی بھی مقام پر ہو، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہارت حاصل کرنے کی جگہ بنادیا گیا، لہذا جس کسی بندے کو نماز کا وقت پالے، وہ جہاں کہیں بھی ہو اسے ادا کرے"۔ (متفق علیہ)۔

نیز اسلام نے اسے کفر و اسلام کے درمیان فرق کا میزان بنایا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "بندہ مومن اور کافر و مشرک کے درمیان فرق: نماز کا ترک کرنا ہے"۔ (صحیح مسلم)۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس کا اسلام ہی باقی نہیں جس نے نماز نہ پڑھی"۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: "جس نے نماز چھوڑ دی اس کا دین ہی نہیں ہے"۔

نیز وقت مقررہ پر اس کی ادائیگی واجب ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِۖ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا﴾

"پھر ان کے بعد ایسے نااہل لوگ آئے جنہوں نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی، چنانچہ عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے"۔ [مریم: 59]

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نماز کے ضیاع سے مراد اس کا بالکلیہ ترک کرنا نہیں ہے، بلکہ وقت مقررہ پر نماز ادا نہ کرنا مراد ہے"۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عہد نبوی سے لے کر ہمارے زمانے تک کے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ: جس کسی نے بلا عذر جان بوجھ کر نماز ترک کر دی، یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہو گیا، وہ کافر ہے"۔

اور اللہ رب العالمین نے مساجد میں باجماعت اس کی ادائیگی واجب کی ہے، بلکہ نابینا شخص کو بھی جماعت میں آنے سے معذور نہیں سمجھا، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس کوئی لانے والا نہیں جو (ہاتھ سے پکڑ کر) مجھے مسجد میں لے آئے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی، جب وہ واپس ہوا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: "کیا تم اذان سنتے ہو؟" اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تب (جماعت سے نماز) واجب ہے۔ (صحیح مسلم)۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا کہ نماز کھڑی کر دینے کا حکم دوں۔ جب کھڑی کر دی جائے تو خود ان لوگوں کی طرف نکلوں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ پھر ان سمیت (ان کے) گھروں کو آگ لگا دوں"۔ (متفق علیہ)، ایک روایت میں یہ

اضافہ موجود ہے: "اگر گھر میں خواتین اور بچے نہ ہوتے (تو میں جلادیتا)"۔(مسند احمد)۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث باجماعت نماز کی فرضیت پر دلیل قطعی ہے، کیوں کہ اگر سنت ہوتا تو اس کے تارک کو جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی، اور فرض کفایہ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھ جماعت میں شریک افراد کا اسے ادا کرنا کافی ہو جاتا"۔

نماز باجماعت میں سستی شیطان کا بندے پر غلبہ پانے کے اسباب میں سے ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی بھی بستی یا دیہات میں تین اشخاص ہوں اور وہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب آجاتا ہے"۔(سنن ابوداود)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ہم نے غور کیا نماز باجماعت سے پیچھے صرف وہی رہتا تھا جس کا نفاق بالکل واضح اور معروف ہو"۔

نماز باجماعت میں حاضری، ایمان کی علامت ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ﴾

"یقیناً اللہ کی مساجد کی آبادکاری وہی کرتے ہیں جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے"۔[التوبة: 18]

صحابہ کرام بھی مشقت کے باوجود اسے باجماعت ادا کیا کرتے تھے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے دیکھا، کہ ایک شخص دو لوگوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ گھسٹتے ہوئے لایا جاتا اور پھر صف میں کھڑا کر دیا جاتا"، ربیع بن خیثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر تم سرین کے بل بھی چل کر نماز باجماعت کو آسکتے ہو تو آؤ"۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے قبل صحابہ کرام کو آخری عمل یہی کرتے دیکھا کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کر رہے تھے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں اپنے

حجرے کا پردہ اٹھایا، اور لوگوں کو صف باندھے نماز پڑھتے دیکھا تو مسکرا اٹھے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب پر یہ آخری نظر ڈالی تھی"۔ (متفق علیہ)۔

اللہ رب العالمین نمازی کے سامنے ہوتا ہے، اور خشوع نماز کی روح ہے، اور "نبی اکرم ﷺ نماز پڑھتے تو رونے کی وجہ سے آپ کے سینے میں ہانڈی میں ابلنے کے مثل آواز ہوتی"۔ (سنن ابوداود)، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "تم نے جتنی نماز سمجھ کر پڑھی ہے تمہیں اتنی نماز کا ہی ثواب ملے گا"، علامہ کرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جب نماز میں داخل ہوتے تو ان کے اعضاء کانپ رہے ہوتے، یعنی اللہ کے خوف کی شدت کی وجہ سے"۔

لہذا نماز باجماعت کی ادائیگی پر خشوع وخضوع اور خوشی کے ساتھ راغب ہو جاؤ، تمہاری روح پاک ہو جائے گی اور تمہاری زبان اور اعضاء وجوارح کی لغزشیں مٹادی جائیں گی اور تمہارے درجات بلند کر دیے جائیں گے۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ﴾

"نماز کی پابندی کرو زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی فرماں برداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ [النور: 56]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

نماز کامیابی وکامرانی کا سبب ہے، اس کی طرف جانے والے شخص کے ہر اٹھنے والے قدم پر اللہ رب العالمین ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے، نیز فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، کہتے ہیں: "اے اللہ اسے بخش دے اور اس پر رحمت نازل فرما"۔ (متفق علیہ)، اور "جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا آدھی رات کا قیام کیا، اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا پوری رات کا قیام کیا"۔ (صحیح مسلم)، اور جس کا دل نماز سے معلق ہو گیا، جو اگلی نماز کے اذان کا انتظار کرتا رہتا ہے، اللہ اسے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔

لہذا فرض نمازوں کو مساجد میں با جماعت ادا کرو، اپنے نفس کو اس کے ذریعہ خوشی پہنچاؤ، شرح صدر حاصل کرو اپنے رب کا ثواب پالوگے۔

نیز یہ جان لو کہ اللہ تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔!!!

زكاة

زکاۃ(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ کا کما حقہ تقوی اختیار کرو، کیوں کہ تقوی کے ذریعہ ہی انسان کا دل روشن ہوتا ہے اور با بصیرت بنتا ہے، نیز خطاؤں اور گناہ بھی مٹائی جاتے ہیں۔

مسلمانو!

اللہ نے انس وجن کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، اللہ سبحانہ تعالی تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے البتہ مخلوق اس سے بے نیاز نہیں ہے، چنانچہ وہی وہ ذات ہے جو ان کی تکلیفیں دور کرتا ہے اور انہیں نفع پہنچاتا ہے، اور انس وجن پر اپنی عبادت اس لئے واجب کی کیوں کہ وہ سب اللہ کے محتاج ہیں، فرمان باری تعالی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾

"اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ"۔[البقرة: 21]

چند ارکان ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، جن میں سے پہلی چیز شہادتین ہے، دوسرے نمبر پر

(1) مسجد نبوی میں دئے گئے خطبوں میں سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

فرض نمازیں ہیں، جبکہ زکاۃ اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے، قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں اسے نماز کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، نیز عیسی علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود میں کلام کرتے وقت اس کی بابت بتایا تھا، چنانچہ فرمایا:

﴿وَأَوْصَـٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾

"اور مجھے نماز اور زکاۃ کی وصیت کی، جب تک میں زندہ رہوں تب تک"۔[مریم: 31]

اور اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کی کہ انہوں نے اپنے اہل خانہ کو اس کا حکم دیا:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا﴾

"اور وہ اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ بندوں میں سے تھے"۔[مریم: 55]

زکاۃ کی قدر و منزلت کے عظیم ہونے کے سبب ہی اللہ رب العالمین نے اسے اپنے نبیوں اور رسولوں پر فرض کیا، چنانچہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی طرف اس (رکن) کے قیام کی وحی کی، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ﴾

"اور ہم نے ان کی طرف نیکیوں کے کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے کے تعلق سے وحی نازل کی"۔[الأنبياء: 73]

نیز یہ وہ عہد و پیمان ہے جسے اللہ نے سابقہ امتوں سے لیا تھا، اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَـٰقَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ﴾

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ

کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا"۔ اور عورتوں کو بھی اس کا حکم دیا: "اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرنا"۔[البقرۃ: 83]

﴿وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ﴾

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو"۔[الأحزاب: 33]

نبی اکرم ﷺ اپنی دعوت کے ابتدائی ایام میں اس کی دعوت دیا کرتے تھے، ہرقل نے ابوسفیان سے کہا: "تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ۔یعنی نبی اکرم ﷺ، یہ ابوسفیان نے پوچھا- میں نے کہا: "ہمیں نماز، زکاۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اس کی وصیت بھی کی تھی، ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: "آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں اگر وہ بجالاؤں تو جنت میں داخل ہو جاؤں"۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازیں اور فرض زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو"۔ (متفق علیہ)۔ صحابہ کو یہ پسند تھا، نیز انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس پر بیعت بھی کی تھی، جریر ؓ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے، زکاۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے (کے اقرار) پر بیعت کی"۔ (متفق علیہ)۔

یہ ایمان کی بنیادوں میں سے ہے، نبی اکرم ﷺ نے وفد عبدالقیس سے کہا: "کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور **مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ** کی گواہی دینا، اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ دینا"۔ (متفق علیہ)۔

یہ اس شخص کے لئے امان کا ضامن ہے جو پہلے مشرک تھا پھر اس نے ایمان قبول کیا، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ﴾

"اگر وہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو"۔[التوبة: 5]

نیز جان و مال کی حفاظت کا بھی ضامن ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پورے آداب سے نماز ادا کریں اور زکاۃ دیں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال و جان کو مجھ سے بچالیا، سوائے حق اسلام کے۔ اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے"۔(متفق علیہ)۔

نیز یہ دینی اخوت کو بھی مستلزم ہے:

﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَإِخۡوَٰنُكُمۡ فِي ٱلدِّينِۗ﴾

"اگر وہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔[التوبة: 11]

اس میں محبت کے بندھن کو مضبوطی ملتی ہے، اور اس سے برکت، مال میں اضافہ اور اللہ کی جانب سے مال کا بدل ملتا ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥۖ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کا بدل دے گا"۔[سبأ: 39]

اس کے سبب دل کی صفائی اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةٗ تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں"۔[التوبة: 103]

جس شخص نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کرکے اپنے نفس کو پاک کرلیا اس کا بدلہ جنت ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا ٱلْأَتْقَى * ٱلَّذِى يُؤْتِى مَالَهُۥ يَتَزَكَّىٰ﴾

"اور وہ (اللہ) متقیوں کو اس بچالے گا، جو اپنے مال کی زکاۃ ادا کیا کرتے تھے"۔[اللیل: 17-18]

انسان کو گناہوں کے بُرے انجام سے بچاتی اور اس سے بڑی بڑی مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کرتی ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ * وَصَدَّقَ بِٱلْحُسْنَىٰ * فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْيُسْرَىٰ * وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسْتَغْنَىٰ * وَكَذَّبَ بِٱلْحُسْنَىٰ * فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْعُسْرَىٰ﴾

"چنانچہ جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور تقوی اختیار کیا، اور نیک باتوں کی تصدیق کی، تو ہم اس کے آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے، البتہ جس نے بخالت کی اور بے پرواہی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم اس کی مشکل کی راہ ہموار کر دیں گے"۔[اللیل: 6-10]

زکاۃ میں جُود و سخا کے ذریعے روح و اخلاق کو بلندی ملتی ہے، اسی کے سبب عدل و انصاف مکمل ہوتا ہے، خوشحالی پھیلتی ہے اور غریبوں کو سعادت نصیب ہوتی ہے، یہ مال داروں کا زیور، متقیوں کی زینت اور انبیا کی وصیت ہے، اس کی ادائیگی ایمان کے سچے ہونے کی روشن دلیل ہے، اور احسان کی صفت سے متصف ہونے کی علامت ہے، یہ رضاء الٰہی کو پانے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے نیز کامیابی کی علامت اور یقین کی دلیل ہے، یہ فقراء کے حقوق میں سے ایک حق ہے جسے مال دار شخص بغیر کسی احسان اور اہانت کیے ادا کرے گا، اسے ادا کر کے انسان اپنے دین کی تکمیل کرتا ہے اور اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔

اسی کے سبب بندہ جنت کے قریب کیا جاتا اور جہنم سے دور کیا جاتا ہے، ایک اعرابی (دیہاتی) آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا، اس نے کہا: "اے اللہ کے رسول! (یا اے محمد!) مجھے وہ بات بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دور کر دے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رک گئے، پھر اپنے ساتھیوں پر نظر دوڑائی، پھر فرمایا: "اس کو توفیق ملی (یا ہدایت ملی)۔" پھر بدوی نے پوچھا: "آپ نے کیا بات کی؟" اس نے اپنی بات دہرائی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔ (اب) اونٹنی کو چھوڑ دو"۔ (متفق علیہ)۔

جس نے خوش دلی کے ساتھ اسے ادا کیا اسے اللہ نے ایمان کی حلاوت اور اس کا ذائقہ چکھایا، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "صدقہ کرنے والا جب کبھی صدقہ کرتا ہے تو اسے شرح صدر حاصل ہوتا ہے، سینہ کشادہ ہو جاتا ہے، خوشی بڑھ جاتی ہے اور مسرت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور اگر صدقہ میں صرف یہی ایک فائدہ ہوتا تو بھی بندے کو چاہئے تھا کہ اس کی طرف سبقت کرے اور خوب سے خوب صدقہ کرے"۔

زکاۃ کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ رب العالمین نے اس کے مصارف بذات خود بیان کئے ہیں، چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا وَٱلۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمۡ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلۡغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِۖ فَرِيضَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ﴾

"صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے"۔ لہذا مذکورہ لوگوں کے علاوہ کسی اور کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔[التوبة: 60]

اور جو شخص اس سے بخالت کرتا ہے اس کے سلسلے میں وعید آئی ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يَكۡنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلۡفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرۡهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٖ﴾

"اور جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں آپ درد ناک عذاب کی خبر سنادیں"۔[التوبة: 34]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے، پھر وہ اس میں سے زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں ہو گا۔ اس کی آنکھوں پر دو کالے نقطے ہوں گے۔ قیامت کے دن وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے بدتر ہے عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے"۔

اس کے بعد، مسلمانو!

زکاۃ کی عبادت ایک ایسی نعمت ہے جسے اللہ نے مال داروں کے ساتھ خاص کیا ہے، لہذا اسے خوش ہونا چاہیے، اور خوش دلی کے ساتھ زکاۃ کی ادائیگی کرنی چاہیے، کیوں کہ یہ رحمن کو راضی کرتی ہے اور مال میں اضافہ کرتی ہے نیز مال کو آفت اور گھاٹے سے بچاتی ہے۔

أعوذُ باللَّهِ مِنَ الشَّيطانِ الرَّجيم

﴿ٱلشَّيۡطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلۡفَقۡرَ وَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡفَحۡشَآءِۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلٗاۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ﴾

"شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے"۔[البقرة: 268]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اس کے دئے ہوئے احسانات پر، اس کی توفیق وانعامات پر اس کا شکر گزار ہوں، نیز میں رب کی عظمت شان کا اقرار کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ساتھ ہی میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ رب العالمین ان پر اور ان کے آل واصحاب پر رحمتیں اور مزید سلامتی نازل کرے۔

حمد وثنا کے بعد!

فقراء ومساکین کا قرض ادا کرنا بھی زکاۃ میں سے ہے، ان کے ذریعہ ان کی ضروریات کی تکمیل کی جائے گی اور جس مسافر کا زاد راہ ختم ہو گیا ہو اس کی مدد کی جائے گی، نیز اسے تالیف قلب کے بھی اس کا استعمال کیا جائے گا، یہ اللہ کے یہاں بطور قرض جمع ہوتا ہے جسے مال داروں کو بڑھا کر دیا جاتا ہے، اللہ عزو جل کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُۥ ۖ وَهُوَ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو، اللہ اس کا بدل عطا کرے گا، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔[سبأ: 39]

لہذا مسکین کے لئے تواضع اختیار کرو، ان کے لئے مال خرچ کرو، ان سے قریب رہو، ان پر شفقت کرو، کسی غریب کو حقیر نہ سمجھو، کیوں کہ اکثر جنتی فقرا ہی ہوں گے، دست فیاض اور سخاوت نفس کے ساتھ خرچ کرو، تمہارے مال واولاد میں برکت دی جائے گی، صدقہ: امراض واعراض کے لئے دوا ہے، لہذا ضعیفوں اور حاجت مندوں کو تلاش کرو، ان کے اوپر خرچ کرو تمہیں رزق دیا جائے گا، ان کے اوپر رحم کرو تمہارے اوپر رحم کیا جائے گا، کیوں کہ غریب اسی وقت اللہ کے سامنے شکوہ کرتا ہے جب کوئی مال دار کوتاہی کرتا ہے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

صدقہ کی فضیلت[1]

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

مال بندوں کے پاس آتا جاتا رہتا ہے اور ایک صورت پہ باقی نہیں رہتا، اور جس شخص سے اس کا مال رخ نہ پھیرے پھر وہ شخص اس سے رخ پھیر کر کوچ کر جاتا ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿كَمْ تَرَكُوا۟ مِن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ * وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ﴾

"ان لوگوں نے کتنے ہی باغات، چشمے، کھیتیاں اور بہترین مقامات چھوڑے"۔[الدخان: 25-26]

نیز یہ اس امت کے لئے فتنہ بھی ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "ہر امت کے لئے ایک فتنے کی چیز ہوتی ہے اور اس امت کا فتنہ مال ہے"۔(سنن ترمذی)۔

مال ایک ایسا ساتھی ہے جس کے بارے میں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ مبادا وہ دشمن نہ بن جائے اور پھر صاحب مال ثواب سے محروم ہو جائے، صاحب مال قابل تعریف تب ہوتا ہے جب وہ خیر و بھلائی کر

---

(1) مسجد نبوی میں دئے گئے خطبوں میں سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

ے اور فقرا کے قریب رہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اور مسلمان کا بہترین ساتھی وہ مال ہے جسے اس نے کسی مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا"۔ (متفق علیہ)۔

مال؛ ہاتھ میں موجود پتھر کے مانند ہے، جب تک وہ ہاتھ سے نہ نکلے تب تک اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، اسے روکے رکھنے والا اس وقت نادم ہوگا جب اس کی موت قریب آئے گی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَن يُؤَخِّرَ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَاۚ وَٱللَّهُ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ﴾

"اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے"۔[المنافقون: 11]

اللہ رب العالمین نے بندوں کے لئے صدقہ کا دروازہ اس لئے کھولا ہے تاکہ اس کی رضا حاصل ہو، صدقہ رحمن کے غضب کو ختم کرتا ہے نیز یہ ایمان کی روشن دلیل اور بہترین اعمال میں سے ایک ہے، نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: "کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے کہا: کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو، اسے بھی جسے پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے ہو"۔ (متفق علیہ)۔

اس کے ذریعہ اجر دوگنا ہوتا ہے اور گناہ مٹائے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے معاذ ؓ سے کہا: "کیا میں خیر کے ابواب کی طرف تمہاری راہنمائی نہ کردوں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا کر ختم کرتا ہے، اور انسان کا آدھی رات کو نماز پڑھنا- گناہوں کو اسی طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا کر ختم کرتا ہے"۔ (سنن ترمذی)۔ علاوہ ازیں یہ مال میں اضافہ کرکے اسے بڑھاتا ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿مَّن ذَا ٱلَّذِي يُقۡرِضُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضۡعَافًا كَثِيرَةً﴾

"کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا، پھر اللہ اسے بہت زیادہ بڑھا کر عطا کرے گا"۔[البقرۃ: 245]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العالمین فرماتے ہیں: "اے ابن آدم! خرچ کرو، میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا"۔

نیز اس کا اثر انسان کے نفس اور مال واولاد پر ہوتا ہے، اس کے ذریعہ بلائیں دور کی جاتی ہیں اور خوش حالی آتی ہے، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "بلاؤں کو ٹالنے میں صدقہ کی بڑی عجیب تاثیر ہے، اور یہ بات خاص وعام تمام لوگوں کے نزدیک معروف بھی ہے، تمام اہل زمین اس کا اقرار بھی کرتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے اسے آزما کر دیکھا ہے، نعمت الہی کے حصول اور اس کے عذاب کو دور کرنے میں؛ اس کی اطاعت، اس کا تقرب اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کے مثل کوئی شے نہیں ہے"۔

عظیم ترین اجر والا صدقہ یہ ہے کہ: "وہ صدقہ جو تندرستی کی حالت میں ہو جبکہ تجھ پر مال کی حرص کا بھی غلبہ ہو، تجھے ناداری کا اندیشہ بھی ہو اور تونگری کی خواہش بھی۔ اس وقت کا انتظار نہ کر جب دم حلق میں آجائے تو اس وقت وصیت کرے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا لکھ دو، حالانکہ اب تو وہ از خود ہی فلاں (اور فلاں) کا ہو چکا ہو گا"۔ (متفق علیہ)۔ اور "سب سے اچھا صدقہ وہ ہے جس کے پیچھے (دل کی) تونگری ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ (متفق علیہ)۔

نیز تنگ دست لوگوں پر آسانی کرنا بھی صدقہ ہے، اور جو شخص لوگوں سے قرض لیتا ہے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی جانب سے اللہ رب العالمین ادائیگی فرماتا ہے، اور "تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی کے معاملے میں سب سے بہتر ہے"، (متفق علیہ)۔ پیاسے کو پانی پلانا اور بھوکے کو کھانا کھلانا بھی صدقہ میں شامل ہے، اور "جس کسی نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا اسے اس روزہ دار کے برابر اجر ملے گا، مگر روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی"۔ (سنن ترمذی)۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب روزہ رکھتے تو فقرا کے ساتھ ہی افطار کرتے تھے۔

صدقہ کرنے والا دنیا و آخرت میں مامون و محفوظ ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُم بِٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

"جو لوگ رات و دن خفیہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے، انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم ہوگا"۔[البقرة: 274]

نیز ایسے شخص کا صدقہ اللہ کے نزدیک بڑا عظیم ہوتا ہے، چنانچہ اللہ رب العالمین اسے لے کر اس کی نشوونما کرتا ہے حتی کہ وہ پہاڑ کے مانند ہو جاتا ہے"۔

پوشیدہ طور پر صدقہ دینا علانیہ صدقہ سے بہتر ہے کیوں کہ یہ ریا کے شائبہ سے بھی پاک ہے، الا یہ کہ علانیہ صدقہ دینے میں کوئی مصلحت پوشیدہ ہو جیسے کہ لوگ اسے دیکھ کر اقتدا کریں (تو علانیہ صدقہ دینا بہتر ہے)۔ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿إِن تُبْدُواْ ٱلصَّدَقَـٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا ٱلْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

"اگر تم علانیہ صدقہ کرو تو یہ ایک اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر دو تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہے، اور اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس باخبر ہے"۔[البقرة: 271]

جن سات لوگوں کو اللہ قیامت کے دن اپنے سائے میں جگہ دے گا ان میں ایک "وہ شخص ہوگا جس نے صدقہ کیا اور اتنا چھپا کر کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو سکی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا"۔(صحیح بخاری)۔ زین العابدین رَحِمَهُ ٱللَّهُ کی وفات ہوئی تو اہل مدینہ نے خفیہ صدقہ کو معدوم پایا، اور جب لوگوں نے انہیں غسل دیا تو ان کی پیٹھ پر سیاہ نشان پایا جو ان آٹوں کی بوریوں کے آثار تھے جو وہ فقراء مدینہ کے لئے راتوں میں اٹھا کر لے جایا کرتے تھے۔

اللہ رب العالمین کریم ہے اور کرم (جود و سخا) کو پسند کرتا ہے، نیز نبی اکرم ﷺ "لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ کی سخاوت میں مزید اضافہ تب ہو جاتا جب جبریل آپ سے رمضان میں ملاقات کرتے چنانچہ آپ ان کے ساتھ قرآن کا مراجعہ کرتے، الغرض آپ ﷺ صدقہ کرنے میں تیز

ہوا سے بھی زیادہ تیز تھے"۔ آپ ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ سب دے دیتے: "نبی اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے"۔ (متفق علیہ)۔ آپ دی جانے والی چیز کی کثرت کا خیال نہ کرتے اور نہ ہی کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹاتے، آپ کے نزدیک عطیات وصدقات بڑی پسندیدہ شے تھیں، جتنی خوشی کسی شخص کو مال لے کر نہیں ملتی، آپ ﷺ کو صدقہ دے کر اس کہیں زیادہ خوشی ملتی تھی۔

لہذا مساکین کو تلاش کر کے ان پر مال خرچ کرو خواہ تھوڑا ہی کیوں ہو، کیوں اللہ کی بارگاہ میں تھوڑا بھی بہت ہے، قلیل صدقہ بھی تمہیں جہنم سے بچائے گا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اے عائشہ! جہنم سے بچو، خواہ آدھی کھجور کے صدقہ کے ذریعہ ہی سہی، کیوں کہ آدھی کھجور بھوکے کی حاجت اسی طرح پورا کرتی جس طرح کسی شخص نے پیٹ بھر کھایا ہو"۔ (مسند احمد)۔

یحیٰ بن معاذ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "میں کسی ایسے دانہ کو نہیں جانتا جس کا وزن دنیا کے پہاڑ کے مثل ہو سوائے صدقہ کے دانے کے"، عطایا دینا رفعت کا سبب ہے اور جُود وسخا باعث شرف ہے، نفس جس قدر عالی مرتبت ہوگا عطیات اسی قدر زیادہ ہوں گے اور انسان بروز قیامت اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔

اللہ رب العالمین نے آپ کی گردن سے قرابت داروں کے حقوق باندھ دیے ہیں، جس کی ادائیگی ان پر خرچ کر کے ہو سکتی ہے:

﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ﴾

"اور قرابت داروں کو ان کا حق دو"۔[الإسراء: 26]

لہذا یہ آپ کا احسان نہیں ہے بلکہ آپ کے ذمہ اللہ رب العالمین نے ایک فریضہ مقرر کیا ہے، اور "مسکین پر صدقہ کرنا مجرد صدقہ ہے جبکہ رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ اور صلہ رحمی دونوں ہے"، (سنن نسائی)، نیز ان پر صدقہ کرنے کا ثواب مقبول اور اجر مقبول ہے، جب زینب رضی اللہ عنہا کے اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود اور اپنے یتیم بچوں کے اوپر خرچ کرنے کی بابت نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "جی ہاں، انہیں دوہرا اجر ملے گا، ایک قرابت داری کا اور دوسرا صدقہ کا"۔ (متفق علیہ)۔

ختم ہو جانے کے خوف سے صدقہ نہ کرنا مال کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جب لوگ صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! کنجوس کو تباہی و بربادی سے دوچار کر"۔ (متفق علیہ)، نیز خرچ کرنے والے کے لئے عزت و مغفرت کا وعدہ ہے۔

انسان؛ صبر اور اللہ سے اپنا تعلق جوڑ کر ہی آزمائشوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے، جس کے پاس مال کی قلت ہو اسے چاہیے کہ تقویٰ کا التزام کرے، کیوں کہ تنگ دست لوگوں کے اوپر رزق کے دروازے اسی کے سبب کھلتے ہیں، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا * وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ﴾

"اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ اس کے لئے نکلنے کی سبیل پیدا فرمائے گا، اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں اسے وہم و گمان بھی نہ ہو گا"۔[الطلاق: 2 – 3]

نیز کثرت استغفار مال کی فراوانی کا ضامن ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقُلۡتُ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارٗا * يُرۡسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيۡكُم مِّدۡرَارٗا﴾

"چنانچہ میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، یقیناً وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے، تم پر آسمان کو بہت برسائے گا اور مال و اولاد کے ذریعہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہریں بنائے گا"۔[نوح: 10 – 11]

أعوذُ باللَّهِ مِنَ الشَّيطانِ الرَّجيم

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوۡ نَذَرۡتُم مِّن نَّذۡرٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُهُۥ﴾

"تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے"۔[البقرۃ: 270]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اس کے دئے ہوئے احسانات پر، اس کی توفیق وانعامات پر اس کا شکر گزار ہوں، نیز میں رب کی عظمت شان کا اقرار کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ساتھ ہی میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ رب العالمین ان پر اور ان کے آل واصحاب پر رحمتیں اور مزید سلامتی نازل کرے۔

حمد وثنا کے بعد، مسلمانو!

اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو اور اللہ کے پاس اپنے اجر کا یقین رکھو، کیوں کہ صدقہ کے ذریعہ ہی مال میں برکت حاصل ہوتی ہے اور نفس پاک ہوتا ہے، بروز قیامت ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا اور ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں اللہ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا: ایک وہ شخص ہوگا جس نے کوئی صدقہ کیا، چنانچہ اسے اس طرح سے چھپا کر خرچ کیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا"۔ (صحیح بخاری)۔ مومن کسی بھی صدقہ کو قلیل نہ سمجھے، کیوں کہ بسا اوقات ایک درہم ایک ہزار درہم پر سبقت لے جاتا ہے، اور جو شخص اللہ کے بندوں پر سخاوت کرے گا اللہ رب العالمین اس پر اپنے فضل اور عطا کے ذریعہ سخاوت کرے گا اور جیسا عمل ہوتا ہے بدلہ بھی ویسا ہی ملتا ہے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت [1]

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی اطاعت کرنے والوں اور متقیوں کو عزت بخشنے والا اور اس کے حکموں کو ضائع کرنے والوں اور اس کی نافرمانی کرنے والوں کو ذلت سے دوچار کرنے والا ہے، میں اس کی بہت زیادہ پاکیزہ، مبارک حمد بیان کرتا ہوں جیسا کہ ہمارے رب کو پسند ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔

نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں اور نہ ہی ہم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کی طرف بلانے والے سب سے سچے داعی اور تمام مخلوقات میں اللہ کے بندوں کے لئے سب سے عظیم ناصح ہیں، اے اللہ! ان پر، ان کے آل واصحاب پر اور ان کے راستے پر چلنے والوں اور ان کی ہدایت کو ماننے والوں درود وسلام نازل فرما۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ظاہر وباطن میں اس کے لئے اخلاص اختیار کرو، اپنے رب کی رضا کی طرف دوڑو اور مہینے کے باقی ماندہ ایام کو غنیمت جانو۔

مسلمانو!

اسلام کے مقاصد میں سے: ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو آپس میں محبت وشفقت کا معاملہ کرے، جہاں محبت واخوت راج کرتا ہو، خیرات وعطیات کی محبت جہاں نگرانی کرتی ہو اور سخاوت کا دائرہ اتنا وسیع ہو کہ قلب مومن خیر کی راہ میں خرچ کرنے اور عطیات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا مشتاق رہے،

---

(1) مسجد نبوی میں دئے گئے خطبوں میں سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

دین حنیف نے اس کے سلسلے میں ایسی ترغیب دلائی ہے کہ صاحب جُود وسخا کو شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور کم ظرفوں کی بخالت کا علاج کرتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿مَّن ذَا ٱلَّذِى يُقۡرِضُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضۡعَافًا كَثِيرَةً﴾

"کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا، پھر اللہ اسے بہت زیادہ بڑھا کر عطا کرے گا"۔[البقرۃ: 245]

اور "نبی اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا"، جب خرچ کرتے تو بھرپور خرچ کرتے اور اگر کسی کو دیتے تو وافر مقدار میں دیتے، اور جب کسی کو عطیات سے نوازتے تو اتنا دیتے کہ پھر اسے فاقہ کا خوف نہ رہتا، آپ سے جو کچھ بھی مانگا گیا آپ سب دیا، کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا الا یہ کہ آپ کے پاس کچھ نہ ہو، نیز آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو صدقہ کی ترغیب بھی دی، چنانچہ انہوں نے اپنے بہترین اموال خرچ کئے، عمر τ نے اپنا نصف مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جبکہ ابو بکر τ نے تو پورا مال ہی اللہ کی راہ میں دے دیا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے جیش عُسرہ تیار کیا اس کے لئے جنت ہے، چنانچہ عثمان τ اس لشکر کو تیار کیا تھا"۔ (صحیح بخاری)۔ اور جب اللہ رب العالمین کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَۚ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيۡءٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٌ﴾ "تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ شے نہ خرچ کرو"، تو ابو طلحہ τ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے نزدیک میرا سب سے محبوب مال بیر حا (باغ) ہے، اور وہ اللہ کی خاطر صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)۔ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا مال بھی خرچ کرنا جہنم سے آزادی کا سبب ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جہنم کی آگ سے بچو، گرچہ آدھی کھجور کے ذریعہ ہی سہی"۔ (متفق علیہ)۔

جُود وسخا اور صدقہ سے مال جاتا نہیں ہے بلکہ یہ تو بہترین قرض ہے جس کی ضمانت رب کریم کے پاس ہے، اور اس کا بدل اللہ رب العالمین عنایت فرمائے گا، رسول ﷺ فرماتے ہیں: "جب لوگ صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر۔ اور

دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! کنجوس کو تباہی و بربادی سے دوچار کر"۔ (متفق علیہ)، رب کریم کی جانب سے مال داری کا یقین رکھو، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "اللہ رب العالمین فرماتے ہیں: "اے ابن آدم خرچ کرو، میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا"۔ (متفق علیہ)۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ نے کسی مال میں کمی نہیں کی"۔ (صحیح مسلم)۔

مال تمہارے ہاتھ میں امانت ہے، تمہارے لئے اس میں سے بس وہی ہے جو تم نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر پُرانا کر دیا، یا صدقہ کر کے مال خرچ کیا، لہذا مسکین کے تواضع اختیار کرو، اور اسے مال عطا کرو، اس کے قریب رہو، اس پر شفقت کرو، کسی غریب کی تحقیر نہ کرو، کیوں کہ جنتیوں کی اکثریت فقراء و مساکین کی ہو گی۔

اور جو شخص اللہ کے بندوں پر سخاوت کرے گا اللہ اس پر سخاوت کرے گا، لہذا جس کے لئے خیر کا باب کھول دیا گیا وہ اس موقع کو غنیمت جانے، کیوں کہ اسے خبر نہیں کہ کب اس کے سامنے یہ دروازہ بند کر دیا جائے، اور اگر اور اگر ایسا ممکن ہے کہ اللہ کی جانب بڑھنے میں تمام لوگوں پر آپ ہی سبقت لے جائیں تو ایسا ہی کریں، زین العابدین رَحِمَهُ ٱللَّهُ کی وفات ہوئی تو اہل مدینہ نے خفیہ صدقہ کو معدوم پایا، اور جب لوگوں نے انہیں غسل دیا تو ان کی پیٹھ پر سیاہ نشان پایا جو ان آٹوں کی بوریوں کے آثار تھے جو وہ فقراء مدینہ کے لئے راتوں میں اٹھا کر لے جایا کرتے تھے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے زندگی کے معاملات آسان ہو جاتے ہیں، اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطَىٰ وَٱتَّقَىٰ * وَصَدَّقَ بِٱلۡحُسۡنَىٰ * فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡيُسۡرَىٰ *
وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسۡتَغۡنَىٰ * وَكَذَّبَ بِٱلۡحُسۡنَىٰ * فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡعُسۡرَىٰ﴾

"چنانچہ جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور تقوی اختیار کیا، اور نیک باتوں کی تصدیق کی، تو ہم اس کے آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے، البتہ جس نے بخالت کی اور بے پرواہی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم اس کی مشکل کی راہ ہموار کر دیں گے"۔[اللیل: 6 – 10]

نیز ایسے شخص کو مغفرت اور مال داری کا بھی وعدہ دیا گیا ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ٱلشَّيۡطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلۡفَقۡرَ وَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡفَحۡشَآءِۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلٗاۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ﴾

"شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے"۔[البقرة: 268]

بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال واپس ملتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو، اللہ اس کا بدل عطا کرے گا، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔[سبأ: 39]

انفاق فی سبیل اللہ مصائب دور کرتا ہے، جب نبی اکرم ﷺ پر پہلے پہل وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "میں اپنے نفس پر خوف محسوس کر رہا ہوں، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "قطعا نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں، محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلے میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں"۔(متفق علیہ)۔

اس کا فائدہ روز محشر پریشانیوں کے ازالہ کی صورت میں بھی ہو گا، چنانچہ صدقہ دینے قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہو گا، اور جس نے اپنا صدقہ چھپا کر دیا- خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ- اللہ رب العالمین اسے صدقہ کے سائے کے علاوہ بھی ایک دوسرے سائے میں پناہ دے گا اور وہ ہے عرش باری تعالیٰ کا سایہ۔

راہ الٰہی میں خرچ کرنے والا مال دار؛ اجر کے معاملے میں اوروں پر سبقت لے جائے گا، بعض صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: "مال والے بے پناہ اجر لے کر چلے گئے"۔(صحیح مسلم)۔

توفیق یافتہ بندہ وہ ہے جس نے تقویٰ کے ساتھ ساتھ جُود و سخااور عطیات و صدقات کے ذریعہ اپنی آخرت سنوار لی، نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: "کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ اس حال میں صدقہ کرو کہ تم صحت مند ہو اور مال کے حریص ہو، مال دار ہونے کی امید کرتے ہو اور فقر کا تمہیں خوف ہو"۔ (متفق علیہ)۔ چھپا کر صدقہ دینا علانیہ صدقہ دینے سے بہتر ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِن تُخۡفُوهَا وَتُؤۡتُوهَا ٱلۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡ﴾

"اگر تم اسے چھپا کر پھر فقرا کے حوالے کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔[البقرۃ: 271]

نیز وہ سات لوگ جنہیں اللہ اپنے سائے میں جگہ دے گا، (ان میں) "ایک ایسا شخص ہوگا جس نے اس طور سے صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا"۔ (صحیح بخاری)۔

جو شخص اپنے رب سے حسن ظن رکھے اس کا دل سخی ہو جاتا ہے، اور پھر ایسا بندہ اللہ کے اس قول پر ایمان رکھتے ہوئے اپنا مال خوب خرچ کرتا:

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥۖ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو، اللہ اس کا بدل عطا کرے گا"۔[سبأ: 39]

سلیمان الدارانی رَحِمَهُ ٱللَّهُ بیان فرماتے ہیں: "جس شخص نے اپنے رزق کے تعلق سے اللہ پر قوی توکل کر لیا اس کا حسن خلق بڑھ جاتا ہے اور اسے سنجیدگی نصیب ہوتی ہے، راہ الٰہی میں خرچ کرنے کے تئیں اس کے اندر فیاضی آتی ہے اور اسے نماز میں وسوسے کم لاحق ہوتے ہیں"۔

انفاق فی سبیل اللہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندے کو اللہ کے انعامات و اکرام ملنے کی امید اور اس کے وعدے پر کامل یقین ہے نیز خیر کے کام، اس کا فضل پانے کی حرص میں کرتا ہے، جیسا کہ اللہ رب العالمین کے اس فرمان میں مذکور ہے:

﴿وَمَا يَفۡعَلُواْ مِنۡ خَيۡرٖ فَلَن يُكۡفَرُوهُ﴾

"اور یہ جو کچھ بھی بھلائیاں کریں ان کی ناقدری نہ جائے گی"۔[آل عمران: 115]

انفاق فی سبیل اللہ کا سب سے بہترین درجہ یہ ہے کہ قرابت داروں پر خرچ کیا جائے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ﴾

"وہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیں کہ جو بھی مال تم خرچ کرو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے ہے"۔[البقرة: 215]

آپ کے قریبی رشتہ دار آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا ہیں، اگر آپ ان کے ساتھ حسن سلوک کریں گے تو در حقیقت آپ اپنی ذات کے ساتھ ہی بھلائی کریں گے، اور اگر آپ نے ان کے ساتھ بخالت سے کام لیا تو گویا کہ آپ اپنی ذات کے ساتھ بخالت دکھا رہے ہیں، اللہ رب العالمین نے ہمارے ذمے رشتہ داروں کے حقوق باندھ رکھے ہیں، جس کی ادائیگی ان کے اوپر مال خرچ کر کے ہو گی، لہذا ان کے ساتھ بخالت سے کام نہ لیں، نہ ہی کسی یتیم کو جھڑکیں اور نہ کسی سائل کو ڈانٹ ڈپٹ کریں، بلکہ سخاوت نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان پر خرچ کریں، آپ کے مال واولاد میں برکت دی جائے گی۔

شیطان، انفاق کرنے والوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور اسے بخالت کا حکم دیتا ہے، نیز مکر و فریب کرتے ہوئے اسے (بخالت کو) مزین کر کے پیش کرتا ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ

وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ﴾

"شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے"۔[البقرة: 268]

اللہ رب العالمین نے منافقین کی مذمت بیان کی ہے جو خیر کے کاموں میں خرچ کرنے سے بخالت دکھاتے ہیں، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یہ لوگ انسانوں میں سب سے خبیث، سب سے زیادہ گندے اور رذیل ہیں"، انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو شدید اذیت پہنچائی تھی، چنانچہ نبی

اکرم ﷺ کو تقسیم کے معاملے میں معیوب گردانا تھا، صحابہ کرام کا مذاق اڑایا، اور صدقہ کرنے والوں استہزا کیا، ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "کوئی بھی صحابی کبھی بھی ان (منافقین) کی عیب جوئی سے محفوظ نہیں رہے"۔ اور اگر انہوں نے مال خرچ بھی کیا تو بڑی کراہت کے ساتھ اور بڑے پس و پیش کے بعد، ان کے بُرے اعتقاد اور خراب نیت کے سبب ان کا خرچ کیا ہوا مال اللہ کے نزدیک غیر مقبول ہے خواہ جتنا بھی خرچ کریں، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿قُلۡ أَنفِقُواْ طَوۡعًا أَوۡ كَرۡهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمۡ﴾

"آپ کہہ دیں کہ خوشی سے خرچ کرو یا دل کی کراہت کے ساتھ، تمہاری جانب سے (صدقہ) قبول نہیں کیا جائے گا"۔[التوبة: 53]

نیز ان کے مال واولاد ان کے وبال جان ہوں گے:

﴿فَلَا تُعۡجِبۡكَ أَمۡوَٰلُهُمۡ وَلَآ أَوۡلَٰدُهُمۡۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ أَنفُسُهُمۡ وَهُمۡ كَٰفِرُونَ﴾

"پس آپ کو ان کے مال واولاد تعجب میں نہ ڈال دیں اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اس سے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی سزا دے اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں"۔[التوبة: 55]

بخیل مال دار، مزین فقیر ہے، وہ ایک طرح سے نوکر ہے جو دوسروں کے لئے مال جمع کرتا ہے، نہ اپنی ذات پر خرچ کر کے نفع حاصل کرتا ہے اور نہ ہی فقراء و مساکین کو دے کر سربلندی حاصل کرتا ہے، کبھی صاحب مال کو خرچ کرتے وقت بخالت آ پکڑتی ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَبۡخَلۡ فَإِنَّمَا يَبۡخَلُ عَن نَّفۡسِهِۦ﴾

"اور جو کوئی بخالت کرے گا تو وہ اپنے نفس کے لئے بخالت کرے گا"۔[محمد: 38]

جبکہ لالچ اور بخالت سے مال کو بقا حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی خرچ کرنا اور عطیات و صدقات دینا

اس میں کمی لاتا ہے، حسن بصری رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں؛ "درہم و دینار بہت بُرے ساتھی ہیں، تمہاری وفات تک بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے"۔

أعوذُ باللَّهِ مِنَ الشَّيطانِ الرَّجيم

﴿وَأَنفِقُواْ مِن مَّا رَزَقۡنَٰكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوۡلَآ أَخَّرۡتَنِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٖ قَرِيبٖ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں ہو جاؤں۔[المنافقون: 10]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود و سلام نازل ہو۔

مسلمانو!

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، جب خرچ کرتے تو بھرپور خرچ کرتے اور اگر کسی کو دیتے تو وافر مقدار میں دیتے، اور جب کسی کو عطیات سے نوازتے تو اتنا دیتے کہ پھر اسے فاقہ کا خوف نہ رہتا، لہذا اپنے نبی ﷺ کی اقتدا کرو، فقراء و مساکین اور بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کیا کرو، اس میں کسی پریشان حال کی پریشانی دور کرنے، بھوکے کو کھانا کھلانے، چھوٹوں کو خوشیاں پہنچانے اور کسی خاندان کی عفت کی حفاظت پر مدد ہے۔

اللہ کا شکر ادا کرنے میں یہ بھی شامل ہے: اللہ کے غریب بندوں کے اوپر خرچ کرنا، اس کی کمزور مخلوق کی سعادت کا ذریعہ بننا۔

لالچ اور بخل، مال کی بقا کا ضامن نہیں اور نہ ہی صدقہ وانفاق سے مال ختم ہوتا ہے۔

ایسے بدبخت بخیل کی مانند نہ ہو جانا جو اپنے آپ کو دنیا میں مال جمع کرنے میں خوب تھکاتا ہے اور پھر اسے خرچ نہ کرنے کے سبب آخرت میں محاسبہ کی زد میں آئے گا، مال جمع کرنے کی فکر سے دنیا میں مامون نہیں اور آخرت میں اس کے عذاب سے بھی نجات ملے گی، دنیا کی زندگی فقیروں جیسی جیتا ہے اور آخرت میں اس کا حساب مال داروں جیسا ہوگا۔

پھر یہ جان لیں کہ اللہ رب العالمین نے آپ سب کو اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!!

رمضان کا روزہ

رمضان کی تیاری(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

اللہ کے بندو! کماحقہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اسلام کے مضبوط کڑے کو تھام لو۔

مسلمانو!

رات و دن بہت تیزی سے گزرتے جارہے ہیں، سال کے بارہ مہینے یکے بعد دیگرے سمٹ جاتے ہیں، اس جہاں میں اللہ کی سنت یہ ہے کہ آنے جانے کا سلسلہ لگا رہے گا، اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کے اوپر کرم کیا ہے چنانچہ ان کے لئے نیکیوں کا ایک ایسا موسم مقرر کیا جس میں معاصی اور گناہ مٹائے جاتے ہیں، نیز عمل صالح کو توشہ آخرت بنایا جاتا ہے۔

سال میں ایک ایسا مہینہ ہے جو تمام مہینوں میں سب سے بہتر ہے، اسی مہینے میں اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث کیا اور اپنی کتاب نازل فرمائی، ہر سال مسلمان اس کا انتظار اس طرح کرتے ہیں کہ ان کے دل مسرور ہوتے ہیں، اس ماہ میں وہ اسلام کے ایک اہم رکن کی ادائیگی کرتے ہیں، جسے بڑے اخلاص کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے اور جس میں ایک مسلمان بھوکا رہنے میں لذت محسوس کرتا ہے، اس میں انسان اخلاص کے مفہوم کو پختہ اور ثابت کرتا ہے تاکہ دوسری تمام عبادتوں میں ریاکاری سے بچتے ہوئے اسی کو لے کر چلے، اس کے روزے کے ثواب میں اتنا اضافہ کیا جاتا ہے جس کی کوئی حد نہیں، بلکہ ثواب کا معاملہ

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲۱ شعبان، سن ۱۴۳۲ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

تو رب کریم کے ذمے ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اللہ عزوجل فرماتا ہے: "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے لیکن روزہ صرف میرے لیے ہے"۔ (متفق علیہ)۔

روزہ، نفس کی اصلاح کرتا ہے، صفات محمودہ سے متصف کرتا ہے اور رذائل سے دور کرتا ہے، اسی کے سبب گناہ اور برائیوں کی مغفرت فرمائی جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

اطاعت، نیکی، مغفرت اور رب کی رضا کا مہینہ ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جب ماہ رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، نیز شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے"۔ (متفق علیہ)۔

اس میں پیاس کی گرمی اور بھوک کی تلخی پر صبر ہے اور خواہشات کو قابو میں رکھنے پر نفس کی انتھک جدوجہد ہے، اس کا بدلہ جنت کے دروازوں میں سے ایسا دروازہ ہے جس سے روزہ داروں کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا، اس میں مسکینوں اور تنگ دست لوگوں کی فاقہ کشی کی حالت کی یاد دہانی ہے، روزے کی حالت میں خوشحال اور تنگ دست دونوں برابر ہوتے ہیں، سبھی اپنے رب کی خاطر روزہ رکھے ہوتے ہیں، اپنے رب سے مغفرت طلب کر رہے ہوتے ہیں، اور ایک ہی وقت سب کے سب کھانے پینے سے رُکے ہوئے ہوتے ہیں، پھر سب ایک ہی وقت افطار کرتے ہیں، دن بھر بھوک اور پیاس کے معاملے میں سب یکساں ہوتے ہیں، (اس کی حکمت یہ ہے کہ) تمام لوگوں کے سلسلے میں اللہ رب العالمین کا فرمان متحقق ہو جائے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ﴾

"یقیناً یہ تمہاری امت، امت واحد ہے، اور میں تم سب کا رب ہوں، لہذا میری ہی عبادت کرو"۔[الأنبياء: 92]

قرآن عظیم، دین اسلام کی اساس اور رسالت نبوی ﷺ کی نشانی ہے، اس کا نزول سب سے افضل مہینے میں ہوا:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ﴾

"رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا"۔[البقرۃ: 185]

اس ماہ میں قرآن مجید کا نازل ہونا امت محمدیہ کے لئے اس کی کثرت تلاوت اور تدبر و تفکر کی طرف اشارہ ہے، جبریل علیہ السلام آسمان سے تشریف لاتے اور اس ماہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا مراجعہ کرتے، بلکہ جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو بار قرآن ختم کیا۔

امام مالک رَحِمَهُ ٱللَّهُ جب رمضان کے مہینے میں داخل ہوتے تو تلاوت قرآن میں لگ جاتے اور حدیث اور اس میں مشغول رہنے والوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے۔

صدقہ کرنے کا دنیا و آخرت میں بڑا فائدہ ہے، چنانچہ یہ مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور معاملات کو آسان کرتا ہے، رزق لاتا ہے اور گناہوں کو اسی طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے، قیامت کے دن یہ صدقہ کرنے والے کے لئے سایہ ہوگا، مزید یہ کہ صدقہ کرنے سے مال گھٹتا نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا قرض ہے جس کی ضمانت رب کریم کے پاس ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو، اللہ اس کا بدل عطا کرے گا"۔[سبأ: 39]

دنیا میں برکت وطہارت میں اضافہ ہوگا اور آخرت میں دائمی نعمتوں والی جزا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جب لوگ صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! کنجوس کو تباہی و بربادی سے دوچار کر"۔(متفق علیہ)۔

لہذا فقراء و مساکین، بیوہ عورت اور یتیموں کے گھروں کی خبر گیری کیا کریں، کیوں کہ اس میں آپ کی پریشانیوں اور مصائب کا ازالہ ہے، نیز اس میں کسی بھوکے کو شکم سیر کرنا ہے، کسی بچے کی خوشی کا سبب بننا ہے، کسی خاندان کی عفت کی حفاظت کا ذریعہ بننا ہے اور کسی کو سوال کرنے سے بے نیاز کرنا ہے، نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، جب خرچ کرتے تو بھرپور خرچ کرتے

اور اگر کسی کو دیتے تو وافر مقدار میں دیتے، اور جب کسی کو عطیات سے نوازتے تو اتنا دیتے کہ پھر اسے فاقہ کا خوف نہ رہتا، آپ ﷺ رمضان کا استقبال بڑی فیاضی و سخاوت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے، نیز یہ کہ مال کو کسی حریص کا حرص اور کسی بخیل کی بخالت باقی نہیں رکھ سکتی اور نہ ہی خرچ کرنے سے مال ختم ہوتا ہے۔

رمضان کی راتیں، پورے سال کی تمام راتوں کا تاج ہیں، "جس نے ماہ رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

اس کی راتیں عبادتوں کے سبب بڑی قیمتی ہو جاتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز: رات کی نماز ہے"۔ (صحیح مسلم)۔

نیز یہ کہ "جس نے امام کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کی یہاں تک کہ امام اپنی نماز مکمل کر کے واپس لوٹ گیا، اس کے لئے رات بھر قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔ (سنن ترمذی)۔ا

س میں ایک بابرکت رات ہوتی ہے جو تمام راتوں کی سردار ہے۔فضیلت و عظمت والی رات (لیلۃ القدر)۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ہر رات آسمان میں قبولیت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور رب العالمین کے خزانے تو بھرے ہوئے ہیں، لہذا رب کریم کی فیاضی کا سوال کرو، رب رحیم کی رحمتیں مانگو، کیوں کہ رمضان عطیات و صدقات اور انعامات و تحائف کا مہینہ ہے، یاد رہے کہ سب بڑا عاجز شخص وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز رہ گیا۔

ہماری زندگی کے ایام عمر رواں کی کتاب ہے، سعادت مند وہ ہے جس نے اسے اچھے اعمال سے پُر کیا، جسے اللہ نے گناہوں کی ذلت سے نیکی کی عزت کی طرف منتقل کر دیا، اسے بغیر مال کے مالدار بنا دیا اور بغیر ساتھی کے اس کی وحشت دور کرے گا، گناہوں کی قلت میں نفس کی راحت ہے، اور جس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی وہ پھر ہوائے نفس سے پرے ہو کر رب (کی اطاعت) کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے۔

جبکہ بعض لوگ اپنی قیمتی راتوں کو لہو و لعب اور بے فائدہ امور میں ضائع کرتے ہیں، پھر جب ماہ

رمضان گزر جاتا ہے تو اور دوسرے لوگ تو فائدے میں رہتے ہیں جبکہ اس قسم کے حضرات خسارے میں رہتے ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو روزے تو رکھتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے، جبکہ بغیر توحید اور نماز کے روزہ مقبول نہیں ہے۔

خواتین کو بھی تلاوت قرآن، ذکر واستغفار اور نوافل عبادتوں کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے، نیز ان کی نماز تراویح مساجد کی بنسبت گھروں میں زیادہ افضل ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں"۔(سنن ابوداود)۔

ساتھ ہی عورتیں حیا اور پردہ کا التزام کریں گی، اور اپنے ولی کی موجودگی نیز اس کے غائبانہ میں رب کی نگرانی کا خیال رکھے گی، نیک صالح عورتوں کو اللہ کی رضا کا وعدہ ہے۔ نیز ان کا اپنے دین سے تمسک، پردہ کا التزام اور حجاب کو باعث فخر وعزت سمجھنا اس کی منزلت کو بڑھاتا ہے اور اسے رفعت عطا کرتا ہے، خواتین معاشرے کا فخر، عفت کا تاج اور جوہر حیات ہے۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾

"اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔[البقرة: 183]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد، مسلمانو!

رمضان کا بہترین استقبال: استغفار پر مداومت برتنا، ماہ رمضان کے ملنے پر اللہ کی حمد و ثنا بکثرت بیان کرنا ہے، واضح ہو کہ نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہی جنت میں بلندی درجات کی طرف سبقت کرنے والے ہیں، لہذا ماہ رمضان میں رحمت الٰہی کے اسباب کے حصول کی کوشش کرو، اور نیکی و بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرو، مختلف اقسام کی نیکیوں کی کثرت کرو، غیبت، چغل خوری اور دوسری برائیوں سے دوری اختیار کرو، لغو امور کی خاطر جاگنے کے سبب کوئی بھلائی آپ سے رہ نہ جائے، اور نہ ہی اپنی نیند کے سبب آپ عبادت سے محروم رہ جائیں، اور اگر یہ ممکن ہو کہ بھلائی کے کاموں میں آپ سے کوئی دوسرا سبقت نہ لے جائے تو ایسا کریں۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ رب العالمین نے آپ کو اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!!

ماہِ رمضان کی آمد (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندوں! اللہ کا کما حقہ تقوی اختیار کرو اور اسلام کے مضبوط کڑا کو لازم پکڑو۔

مسلمانو!

روز وشب بڑی تیزی سے گزر رہے ہیں، مہینے پے درپے سال میں تبدیل ہو رہے ہیں، جوں جوں سال گزرتے جارہے ہیں، بندے اپنے رب کی طرف چلتے جارہے ہیں، اور عنقریب ہی اپنے اعمال کی جزا پانے والے ہیں، یہ اللہ کے فضل وکرم کا ہی نتیجہ ہے کہ اس نے لوگوں کے لئے نیکی کے موسموں کا انتخاب فرمایا، نیز روز وشب اور اوقات مخصوص کئے تاکہ بندوں کی حرص بڑھ جائے، جد وجہد میں اضافہ ہو اور سبقت کرنے والوں سے سبقت کرے۔

جب جب رمضان کا چاند طلوع ہوتا ہے ہمارے لئے بابرکت خوشبو لے کر آتا ہے، چنانچہ قلبی مسرت کے ساتھ مسلمان اس کا استقبال کرتے ہیں، ان کا دل خوشی سے سرشار ہوتا ہے، بسا اوقات قبولیت کی گھڑی بندے کو نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اس کی وجہ سے سعادت ورضا کے درجات حاصل کرلیتا ہے۔

---

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲ رمضان، سن ۱۴۳۹ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

ہمیں ایک ایسا مہینہ نصیب ہوا ہے جو سب سے زیادہ باشرف اور مبارک ہے، یہ ایک ایسا عظیم مہینہ ہے جسے اللہ نے شرف وعزت کے ساتھ خاص کیا ہے، چنانچہ اس ماہ میں اپنی کتاب نازل کی اور روزہ فرض کیا، اس کی ساعات مبارک اور اس کے لمحات نیکیوں سے معمور ہیں، اس مہینے میں نیکیاں اور برکتیں بکثرت نازل ہوتی ہیں۔

نیکی اور صدقات کا موسم ہے، مغفرت اور گناہوں کے مٹنے کے ایام ہیں، دن میں روزہ رکھا جاتا ہے اور رات میں قیام کیا جاتا ہے، جو نماز اور قرآن سے معمور ہے، اس میں جنتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں، حقیقی محروم وہی جو اس مہینے کے خیر سے محروم رہ گیا۔

رمضان نیکیوں کی راہ میں سبقت کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ہے، نیز دلوں کے میل کچیل اور مصائب کے ازالے کے لئے ایک قسم کا تحفہ ہے، جود وسخاوالا مہینہ ہے جس میں اعمال کا ثواب بڑھادیا جاتا اور گناہ مٹائے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور رمضان سے رمضان؛ ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے"۔ (صحیح مسلم)۔

اس مہینے میں مسلمان ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن کی ادائیگی کرتے ہیں، یہ مہینہ اس دین حنیف کی عظمت اور مسلمانوں کے اتحاد کا عملی مظہر ہے، اسی ماہ میں اللہ رب العالمین کے اس قول کی صداقت واضح طور سے نمایاں ہوتی ہے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ وَأَنَا۠ رَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُونِ﴾

"یقیناً یہ آپ کی امت ایک امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، لہذا میری ہی عبادت کرو"۔[الأنبياء: 92]

نیکیوں کے موسم کو غنیمت جاننا توفیق الٰہی ہے جسے اللہ رب العالمین اس بندے کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کے لئے بڑی بڑی اور بنیادی عبادتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں، چنانچہ نماز رب اور بندے کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے اور ایک مسلمان کی پوری زندگی اس سے جدا

نہیں ہوتی ہے، اور مردوں کی نماز جماعت کے ساتھ فرض ہے نیز گھر اور بازار میں نماز ادا کرنے کے مقابلے میں یہ ستائیس درجے بہتر ہے۔

ایک مسلمان کے لئے بہتر امر یہ ہے کہ اپنے روزوں کے ذریعہ اپنی نماز پر مدد چاہے نیز اس کی رات کے اوقات میں سے ایک بڑا حصہ نماز کو دیا جائے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ماہِ رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔ اور "جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ (امام) نماز مکمل کر کے واپس لوٹ گیا تو اس کے لئے رات بھر قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔ (سنن ترمذی)۔

زکاۃ اور صدقہ مال کی پاکی اور اضافہ کا ذریعہ ہے، نفس کے استغنا اور پاکی کا سبب ہے، چنانچہ انسان کے نفس اور مال و اولاد پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے، بلاؤں کو ٹالنے اور خوشحالی لانے کا ذریعہ ہے، اور جو شخص اللہ کے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اللہ رب العالمین اس پر سخاوت فرماتے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "اے ابن آدم! خرچ کرو، میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا"۔ (متفق علیہ)۔

نیز یہ کہ قیامت کے دن "ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا"، لہذا تھوڑا ہی سہی مگر صدقہ کرو، کسی شخص کو اس کے ذریعہ خوشی پہنچاؤ اور کسی محروم کی دلجوئی کرو، اور "جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا اسے اس روزہ دار کے برابر اجر ملے گا"۔

نبی اکرم ﷺ کی صفت: "انفاق و سخاوت کی تھی، جب کسی کو عطیات سے نوازتے تو اتنا دیتے کہ پھر اسے فاقہ کا خوف نہ رہتا، جب خرچ کرتے تو بھرپور خرچ کرتے اور اگر کسی کو دیتے تو وافر مقدار میں دیتے، کسی سائل کو نامراد نہ لوٹاتے، آپ سے جب کبھی کچھ مانگا گیا آپ نے وہ عطا کیا، آپ ﷺ رمضان میں بڑی فیاضی و سخاوت کیا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

روزہ اس فضیلت والے مہینہ کا سب سے عظیم شعار ہے، اس مہینہ میں مسلمان تقویٰ کو اپنا زادِ راہ بناتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾

"اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے جس طرح پہلے کی امتوں پر فرض کئے گئے، تاکہ تم متقی بن جاؤ"۔

اس کا ثواب بے شمار اور بے حساب ہے، اللہ رب العالمین حدیث قدسی میں فرماتے ہیں: "ابن آدم کے تمام اعمال اس کے لئے ہیں سوائے روزے کے، کیوں کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا"۔ (متفق علیہ)۔

اور جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان اور ثواب کی امید سے رکھا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

روزہ دار اور اس کے گناہ کے بیچ روزہ حائل ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "روزہ ڈھال ہے"۔ (متفق علیہ)۔

اعمال صالحہ میں سے عمرہ بھی ایک ایسا عمل ہے جسے اس ماہ میں غنیمت سمجھنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "ماہ رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے برابر ہے"۔ (متفق علیہ)۔

قرآن اللہ تعالی کا کلام اور مخلوق پر اس کی حجت ہے، نیز وہ سرچشمہ حکمت اور رسالت کی نشانی ہے، اس کے علاوہ اللہ کی طرف کوئی اور راستہ نہیں جاتا، اور اس کے بغیر ہماری نجات ممکن بھی نہیں، بصیرت و نظر کا نور ہے، جو اس سے قریب ہوا وہ معزز ہو گیا، اور جس نے اس سے تمسک کیا اسے عزت نصیب ہوئی، اس کی تلاوت میں اجر و ہدایت ہے اور اسے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پڑھنا علم اور پختگی آتی ہے، اس پر عمل کرنا حفظ و امان کا ضامن ہے اور اس کی تعلیم اور اس کی طرف دعوت دینا نیکوکاروں کے سر کا تاج ہے۔

قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا، لہذا اسے زیادہ سے زیادہ پڑھنا چاہیے، اسی طرح اس میں تدبر و تفکر، اسے سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام، اس پر عمل اور اس کے حکموں کی بجا آوری خوب سے خوب کرنی چاہیے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ
هُدٗى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٖ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِۚ﴾

"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں"۔[البقرة: 185]

جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہر سال قرآن کا ایک بار مراجعہ کرتے تھے، اور جس سال نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اس سال دو بار مراجعہ کیا۔

دعا؛ عبادت اور رب کی قربت ہے، بلا مشقت کے مال غنیمت کا حصول ہے اور ایسا منافع ہے جس میں بد بختی نہیں، نیز یہ خوشحالی لاتی ہے اور مصیبتوں کی دشمن ہے، "دعا کے ساتھ تعلق رکھنے والا کبھی ہلاک نہیں ہوا"۔ اس کے ذریعہ بندہ اپنی آرزوئیں حاصل کرتا ہے اور اپنا مقصود پاتا ہے، چنانچہ کتنی ہی دور سمجھے جانے والے امور کو اس نے قریب کر دیا اور کتنے تنگ دست لوگوں کو اس نے آسانیاں فراہم کی نیز کتنے پریشان حال لوگوں کی پریشانی اس کے سبب دور ہوئی! سب سے زیادہ قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو رات کے آخری پہر میں کی جائے، اور جب بندہ اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کی دعائیں سنتا ہے، اور جب انسان بھوکا ہو تو دل نرم اور صاف ہو جاتا ہے، روزہ دار کی ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو مردود نہیں ہوتی، ابن رجب رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "روزہ دار رات و دن اپنی عبادت میں ہوتا ہے، اور روزے کی حالت میں نیز افطار کے وقت اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، چنانچہ وہ دن کے وقت صبر کرنے والا روزہ دار ہوتا ہے اور رات کے وقت شکر کرنے والا اور رب کی نعمتیں تناول کرنے والا ہوتا ہے"۔ لہذا توفیق یافتہ بندہ وہی ہے جس نے آسمان کے دروازوں پر خوب سے خوب دستک دیا اور ان شب و روز کو اپنے لئے توشہ آخرت بنایا۔

اللہ کا ذکر ایک بڑی آسان عبادت ہے، اور جس نے اللہ کا ذکر کیا اللہ اس کا ذکر کرتا ہے، اور بندہ اگر اپنی زبان ذکر الٰہی کے ساتھ مشغول نہ رکھے تو پھر اسے بے فضول گوئی اور گناہوں میں مشغول رکھے گا۔

حسن سلوک دین میں سے ہے اور تمہارے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہیں جن کا حق

اللہ نے اپنے حق کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ والدین تمہاری جنت و جہنم ہیں، اور وہ دونوں تمہارے حسن معاشرت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "(اس شخص کی) ناک خاک آلود ہوگئی، پھر (اس کی) ناک خاک آلود ہوگئی۔" پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا: "جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا"۔ (صحیح مسلم)۔

نیز فرمایا: رشتہ داری عرش کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور یہ کہتا ہے: جس نے میرے تعلق کو جوڑ کر رکھا اللہ اس کے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جس نے میرے تعلق کو توڑ دیا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق توڑ لے گا"۔ (متفق علیہ)۔

مزید فرمایا: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داری جوڑے"۔ (متفق علیہ)۔

نیکیوں کی ان تمام امور سے حفاظت جو اس میں نقص پیدا کرتے ہیں یا اسے سرے سے ختم کر دیتے ہیں؛ کمال اطاعت کی دلیل ہے، اور روزہ دار اپنے روزوں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کے تئیں بڑا حریص ہوتا ہے کہ کہیں اس میں نقص و فساد داخل نہ ہو جائے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو وہ بری باتیں اور شور و غوغا نہ کرے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ اسے یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں"۔ (متفق علیہ)۔

سلف صالحین کا معمول یہ تھا کہ جب وہ روزے سے ہوتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے کہ: "ہم اپنے روزے کی حفاظت کریں گے اور ہم کسی کی غیبت نہ کریں گے"، امام احمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "روزہ دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ زبان کو قابو میں رکھ کر اپنے روزے کا خیال رکھے اور کسی سے لڑائی نہ کرے"۔

اس کے بعد، مسلمانو!

نیکیاں ایسی محبت کے بغیر نا تمام ہیں جو محبت کرنے والے کو اخلاص کی ڈگر پر نہ لگا دے اور ایسے

صدق کے بغیر بھی نامکمل ہیں جو انسان کو حسن متابعت پر نہ ابھارے، نیز اس قسم کی نیکیاں بازار خیر میں جگہ نہیں پاسکتی، کوئی عمل قربت الٰہی کا ذریعہ اسی وقت بن سکتا ہے جب کہ عمل کی ترغیب کا سبب ایمان ہو، عادت یا ہوائے نفس نہیں، اور نہ ہی شہرت طلبی اور ریاکاری کی خواہش ہو، نیز یہ کہ آپ کا مقصود ثواب الٰہی اور اللہ کی رضا ہو، جب ایمان اور محاسبہ نفس کسی عمل میں شامل ہو جائے تو قبولیت و مغفرت یقینی ہو جاتی ہے۔

أعوذ باللّٰه من الشّيطان الرَّجيم

﴿وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ أُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِينَ﴾

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

زندگی اپنی تمام تر خوشی اور دکھوں سمیت گزر جائے گی، عمر چھوٹی ہو یا بڑی ختم ہو جائے گی، پھر ہر شخص اپنے رب سے ملاقات کرے گا، اور اس وقت:

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ﴾

"مال واولاد کوئی نفع نہ دے گا"۔[الشعراء: 88]

لہذا اپنے مہینے کا استقبال سچی توبہ سے کرو اور اس کے ایام سے فائدہ اٹھانے اور اس کے اوقات کو نیکیوں سے معمور کرنے کی پختہ نیت کرو، کیوں کہ زندگی چند سانسوں کا نام ہے، اور وقت ہر کسی کا مقرر ہے، لہذا بہترین اوقات کو غنیمت جانو۔

وہ شخص خسارے میں ہے جس نے رمضان پایا اور اس کی مغفرت نہ ہو سکی، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "ایسا شخص ذلیل ہو جس کے پاس ماہ رمضان آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے ہی چلا گیا"۔ (سنن ترمذی)۔ اور "جس نے کذب بیانی اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا، اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے"۔ (صحیح بخاری)۔

اصلاح قلب کے سب عظیم ذرائع میں سے: اللہ کا ذکر، تلاوت قرآن کا التزام، قیام اللیل کی ادائیگی اور صالحین کی مجالست ہیں۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

قیمتی ایام(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

اس امت کو ایک ایسے مہینے کے ذریعہ شرف بخشا گیا ہے جس میں گناہوں سے اور دوسری خامیوں سے دلوں کی پاکی ہوتی ہے، اس مہینہ میں مسلمان نیکی کے کاموں اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے ہیں، روزہ ان کے قلوب کو پاک کرتا ہے اور قیام اللیل ان کے اخلاق کو مہذب کرتا ہے، قرآن ان کے دلوں کو نرم کرتا ہے، رمضان کی راتوں میں فضائل اور دن میں جود سخا کی خاطر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

آخری عشرے میں اعمال کی صفائی اور آرزوؤوں کی تکمیل ہوتی ہے، ان کی راتیں عبادتوں اور قیام اللیل میں گزرتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے، اور خوب جد وجہد کرتے"۔ (متفق علیہ)۔

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، 18 رمضان، سن ١٤٢٦ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

ماہ رمضان میں نبی اکرم ﷺ کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہو جاتا تھا، بالخصوص آخری عشرے میں تو اور بھی کثرت کے ساتھ عمل کرتے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ جتنی جد و جہد آخری عشرے میں محنت کرتے تھے اتنی کسی اور دنوں میں محنت نہیں کرتے"۔ (صحیح مسلم)۔

یہ ایک ایسا بازار ہے جس میں پختہ عزم حضرات مسابقت کرتے ہیں، ایک امتحان گاہ ہے جس میں حوصلوں کو آزمایا جاتا ہے، نیز آخری عشرے میں ایک ایسی مبارک رات ہوتی ہے جو زمانے بھر کی راتوں کا تاج ہوتی ہے، بے شمار برکتوں اور قیمتی گھڑی والی رات ہے، جس میں تھوڑا عمل بھی بہت زیادہ ہوتا ہے، اور عمل کثیر کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے:

﴿لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾

"شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔[القدر: 3]

اس رات بڑی تعداد میں آسمان سے فرشتے اترتے ہیں:

﴿تَنَزَّلُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ﴾

"فرشتے اور جبریل اس رات میں اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں"۔[القدر: 4]

اس میں بغرض عبادت قیام کرنے والے کا گناہ بخش دیا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "جس نے شب قدر کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)۔

اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، پکار سنی جاتی ہے، اس میں رب کسی سے تعلق جوڑتا اور کسی توڑتا ہے، نوازتا اور محروم کرتا ہے، (کسی کو) عزت دیتا ہے اور کسی کو ذلیل کرتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں نے لیلۃ القدر پا لیا تو میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! اے اللہ یقینا تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے، لہذا مجھے معاف کر دے"۔ (سنن ترمذی)۔

مسلمانو!

"فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے"، (صحیح مسلم)، نیز آپ ﷺ سفر اور حضر میں کبھی بھی قیام اللیل نہ چھوڑتے، آپ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اتنی نمازیں پڑھتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتا، صحابہ کرام کی جماعت بھی اسی نہج پر تھی، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدۡنَىٰ مِن ثُلُثَيِ ٱلَّيۡلِ وَنِصۡفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ مَعَكَ﴾

"آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے"۔[المزمل: 20]

نیز فرمایا:

﴿سِيمَاهُمۡ فِي وُجُوهِهِم مِّنۡ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ﴾

"ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کی نشانیاں ہوتی ہیں"۔[الفتح: 29]

تاریکیوں میں رضائے الٰہی کی خاطر نمازیں ادا کرنا اہل ایمان کا عمل ہے:

﴿كَانُواْ قَلِيلٗا مِّنَ ٱلَّيۡلِ مَا يَهۡجَعُونَ﴾

"وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے"۔[الذاریات: 17]

رات کی نماز سب سے عظیم شے ہے جس کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے اور سب سے بہترین شے ہے جسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، نیز یہ دخول جنت کے اسباب میں سے ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "اے لوگو! سلام عام کرو اور کھانا کھلاؤ، رشتہ داری جوڑو اور رات میں اس وقت نماز ادا کرو جب لوگ سوئے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔(سنن ترمذی)۔

رمضان کی راتوں کا جس نے قیام کیا اسے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا ان اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)۔

مسلمانو!

دعا ایک ایسی رسی جو زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی ہے، اور بلا مشقت حاصل ہونے والا مال غنیمت ہے نیز بیماریوں کے لئے سب سے مفید دوا ہے:

﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ﴾

"کون ہے جو پریشان حال کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے، اور پھر اس سے پریشانی کو دور فرماتا ہے"۔[النمل: 62]

اور ہر رات ایک قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے جس میں دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب کریم نوازتا ہے، لہذا جو چاہو وہ مانگ لو کیوں کہ اللہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے اور رب کریم عطا کرنے والا ہے، ساتھ ہی قبولیت کا یقین بھی رکھو کیوں کہ رب قادر ہے، اپنے غم اسی کو سناؤ کیوں کہ وہ رحیم ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "رات میں ایک گھڑی ایسی ہے۔ جو مسلمان بندہ بھی اس کو پالیتا ہے۔ اس میں وہ دنیا و آخرت کی کسی بھی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ اسے وہ (بھلائی) ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے"۔ (صحیح مسلم)، نیز رات کے آخری پہر کے لمحات دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہے، نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: "کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری پہر میں، اور ہر فرض نماز کے آخر میں"۔ (سنن ترمذی)۔

بندہ اپنے گناہوں کے میل کچیل کو دور کرنے کا محتاج ہے اور اللہ رب العالمین کے سامنے انکساری اختیار کرنا اور اس کی طرف محتاجی ظاہر کرنا بھی بندے کے لئے ضروری ہے، انکساری کی سب سے بہترین حالت بخشش الٰہی کی طلب میں اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کا اعتکاف کرنے کی حالت ہے، ہمارے نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے۔

اور جب بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے تو رب بھی اس پر مہربان ہوتا ہے اور اسے اس طرح بھلائیوں سے نوازتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا، اور اسے برائیوں سے اس طرح محفوظ رکھتا ہے کہ اسے اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔

مسلمانو!

زکاۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور اس کی عظیم بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے، اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت کی تقویت کا سبب ہے اور اس میں دلوں کی پاکیزگی اور بخالت سے نجات ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں "۔[التوبة: 103]

نیز یہ واجبی حق، لازمی فریضہ ہے اور عادلانہ شریعت ہے، اس سے برکت آتی ہے اور مال میں کثرت ہوتی ہے اور اللہ کی جانب سے اس کا بدل بھی ملتا ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُۥ﴾

"تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا"۔[سبأ: 39]

زکاۃ میں روح واخلاق کو جود وسخا کے ذریعہ بلندی حاصل ہوتی ہے، اس کے ذریعہ عدل مکمل ہوتا ہے اور خوشحالی عام ہوتی ہے، نیز فقرا کو سعادت نصیب ہوتی ہے، یہ مالداروں کا زیور، متقیوں کی زینت اور انبیا کی وصیت ہے:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا﴾

"اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے، اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھے"۔[مریم: 55]

بخالت کرنے والوں کے سلسلے میں بڑی وعید آئی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ
وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

"اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے"۔[التوبة: 34]

نیز نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جسے مال و دولت سے نوازے اور وہ اس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو اس کا یہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کے دونوں جبڑوں سے زہریلی جھاگ بہہ رہی ہوگی اور وہ طوق کی طرح اس کی گردن میں پڑا ہوگا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾

(جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا اور) پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں (کہ یہ بخیلی ان کے حق میں اچھی ہے، نہیں بلکہ یہ ان کے حق میں انتہائی بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا)"۔[آل عمران: 180] (متفق علیہ)۔

لہذا اپنے دل سے مسکین کے لئے تواضع اختیار کرو اور ان کی طرف جود و سخا والا ہاتھ بڑھاؤ، ان کے قریب رہو، ان پر شفقت کرو، اور فقرا کو حقارت بھری نگاہ سے نہ دیکھو کیوں کہ جنت میں اکثریت فقرا کی ہوگی، دست فیاض اور سخاوت نفس کے ساتھ خرچ کرو، تمہیں مال و اولاد میں برکت دی جائے گی، صدقہ مال اور عزت کی حفظ دوا ہے، لہذا کمزور اور ضرورت مند لوگوں کو تلاش کرو، ان پر خرچ کرو تمہیں رزق دیا جائے گا، اور ان پر رحم کرو تمہارے اوپر رحم کیا جائے گا، کیوں کہ مالداروں کی تقصیر کی بنا پر ہی فقرا نے اللہ سے شکوہ کیا۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱرۡكَعُواْ وَٱسۡجُدُواْۤ وَٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمۡ وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ﴾

"اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔[الحج: 77]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

عظیم مہینے کی ایک حرمت ہے،اور مسلمان پر واجب ہے کہ ان امور سے اجتناب کرے جو اس کے روزے کو فاسد کریں، چنانچہ حرام چیزوں کو دیکھنے سے اپنی نگاہ کی حفاظت کرے،کان کو بری چیزوں کے سننے سے محفوظ رکھے اور اپنے وقت کو لغو کاموں سے بچا کر رکھے، کیوں کہ اس مہینے کے باقی ماندہ ایام بڑے قیمتی ہیں،اور اس ماہ میں تھوڑا سا وقت بھی قدر و قیمت کا حامل ہے، اس ماہ میں گناہوں پر روتے ہوئے آنسو بہائے جاتے ہیں،رب ذوالجلال کے کتنے ایسے قیدی ہوتے ہیں جو اس مہینے میں جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں،اور کتنے گناہوں کے ایسے اسیر ہوتے ہیں جنہیں اللہ قطع تعلق کے بعد دوبارہ جوڑتا ہے اور ایک طویل بد بختی کے بعد انہیں سعادت سے نوازتا ہے۔

عورتوں پر لازم ہے کہ وہ راستے کی لغزشوں سے بچ کر چلے اور سوائے ضرورت کے بازار نہ جائے، نیز یہ کہ عفت و پاکدامنی، باپردگی اور حیا کو لازم پکڑے۔

مسلمان پر واجب ہے کہ رمضان المبارک کے ایام میں سچی توبہ کرے ساتھ ہی نیک اعمال بھی انجام دے، کیوں کہ زندگی چند سانسوں کی ڈور ہے اور ہر شخص کا وقت مقرر ہے، جبکہ ایام اس مقررہ وقت کی سواری ہیں، لہذا عمل کرو اور پر امید رہو اور بشارت لے لو، کیوں کہ وہ شخص خسارے میں ہے جس نیکی کے کاموں کو چھوڑ کر کہیں اور مشغول ہو گیا،اور وہ محروم ہے جو لیلۃ القدر سے محروم رہ گیا، یا

جس نے رمضان کا مہینہ پایااور اس کی مغفرت نہ ہو سکی، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "ایسا شخص ذلیل ہو جس پر ماہ رمضان داخل ہوااور اس کی مغفرت ہونے سے قبل ہی چلا گیا"۔(سنن ترمذی)۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

آخری عشرہ کے فضائل(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگرانی کا خیال رکھو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کو اپنی بھرپور نعمتیں دے رکھی ہیں اور ان پر عطیات واحسانات کی بارشیں کی ہیں، اس کی نوازشوں کی وسعت وکثرت کی کوئی حد نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن مسلسل خرچ کرنے سے بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی"۔ (متفق علیہ)۔

صدقہ خیرات کے ذریعہ فیاضی کرتا ہے، اس کی فیاضی تمام مخلوقات پر وسیع ہے، رب کا خیر ہمیشہ ان پر اترتا رہتا ہے، ساتھ ہی اس کا احسان اور اس کا رزق بھی نازل ہوتا ہے، بندوں کو سوال کرنے سے قبل بخششوں سے نوازتا ہے، اور انہیں ان کی سوچ سے زیادہ عطا کرتا ہے، نیز آسمان وزمین میں کوئی بھی رب کی بخششوں سے مستغنی نہیں ہے۔

اللہ رب العالمین عبادت ومحبت کے اخلاص کے ساتھ حمد وذکر کا سب سے زیادہ حق دار ہے، نیز

---

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲۱ رمضان، سن ۱۴۳۸ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

تمام نعمتوں کا انتساب اسی کی طرف کیا جائے اور ان کا مصرف صرف اطاعت ربانی کے امور ہوں، اللہ رب العالمین کے تحفہ میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾

"یقیناً اللہ رب العالمین معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے"۔[الحج: 60]

چنانچہ اللہ رب العالمین اپنے بندوں کے گناہوں پر پکڑ کرنے کے بجائے انہیں ہمیشہ معاف فرماتا رہتا ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَيَعْفُواْ عَن كَثِيرٍ﴾

"اور بہت سارے گناہوں سے تجاوز فرماتا ہے"۔[الشوری: 30]

اس کا نام عفو ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے، اور اپنے بندوں کے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ توبہ و استغفار، رجوع الی اللہ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ معافی کے اسباب کے حصول میں لگا رہتا ہے۔

ماہ رمضان میں رب کی نوازشیں اور اس کا عفو واضح طور سے نمایاں ہوتا ہے، اس میں اعمال بڑھ جاتے ہیں اور گناہ مٹتے ہیں، روزہ و قرآن اور نیکی و احسان کا مہینہ ہے، اس میں رب کے ساتھ تجارت میں دوگنا فائدہ ہے، ابن جوزی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "افضل اوقات میں عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے، نیز اسی طرح حضور قلب اور خلوص نیت بھی عمل کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے"۔

رمضان میں قیام اللیل کی بڑی شان ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ماہ رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)۔ اور جس کسی نے قیام اللیل کا التزام کیا وہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جائے گا، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "اے لوگو! سلام عام کرو اور کھانا کھلاؤ، رشتہ داری جوڑو اور رات میں اس وقت نماز ادا کرو جب لوگ سوئے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔(سنن ترمذی)۔

صدقہ مومن کے ایمان کی واضح دلیل ہے، ہر شخص بروز قیامت اپنے صدقہ کے سائے میں ہو گا،

اور خرچ کرنے والے کے لئے عزت و مغفرت کا وعدہ ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُهُۥ﴾

"اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو یا نذر مانتے ہو، اسے اللہ جانتا ہے"۔[البقرة: 270]

نیز اس کا اجر فضیلت والے ایام میں اور بڑھ جاتا ہے، "نبی اکرم ﷺ لوگوں میں سب زیادہ سخی تھے اور ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا"۔(متفق علیہ)۔

مزید یہ کہ رمضان میں عمرے کا ثواب بڑا عظیم ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "ماہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے"۔(متفق علیہ)۔

دعا عبادت اور اس کا مغز ہے، نیز اسی کے ذریعہ خوشحالی آتی ہے اور بلائیں ٹلتی ہیں، اور روزے دار کی ایک دعا ہوتی ہے جو رد نہیں کی جاتی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تین لوگ ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: ایک روزہ دار، جب تک کہ روزہ نہ کھول لے، (دوسرے) امام عادل، (تیسرے) مظلوم، اس کی دعا اللہ بدلیوں سے اوپر تک پہنچاتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور رب کہتا ہے: میری عزت (قدرت) کی قسم! میں تیری مدد کروں گا، بھلے کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو"۔ (سنن ترمذی)۔

قرآن کریم؛ دلیل، شفاعت کرنے والا، ہدایت کا ذریعہ اور شفا ہے، اللہ رب العالمین نے اس کی تلاوت کرنے والوں سے حسن ثواب اور اپنے فضل سے مزید عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے، اللہ سبحانہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَٰبَ ٱللَّهِ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَٰرَةً لَّن تَبُورَ ۞ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِۦٓ﴾

"جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ

ہو گی۔ تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ دے"۔[فاطر: 29 – 30]

اللہ رب العالمین نے اسے تدبر و تفکر کے لئے نازل کیا ہے، اس میں وعظ و نصیحت اور عبرتیں ہیں، ابو بکر صدیق τ جب لوگوں کی امامت کرواتے تھے تو خشیت الٰہی کے سبب (ان کی آواز اس قدر بھی نہ نکلتی کہ)ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے بھی ان کی آواز نہیں سن پاتے۔

سبقت کرنے والوں کے لئے رمضان ایک وسیع میدان ہے، نیکی اور بھلائیوں کی کثرت نیز صلہ رحمی کا موسم ہے، اس میں دل کی صفائی ہوتی ہے، اخلاق کا تزکیہ ہوتا ہے، تمام مخلوق آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہے، اور ایک دوسرے پر شفقت و مہربانی کا معاملہ کرتی ہے۔

ایک ایسا مبارک موسم ہے جس کے ایام نے گزرنے کا اعلان کر دیا ہے، اور عقل مند وہی ہے جس نے ان دس دنوں کو غنیمت جانا اور اسے قربت واطاعت والے اعمال سے آباد کیا، اس کے دن کی حفاظت کی اور راتوں میں جاگنے کا اہتمام کیا، "نبی اکرم ﷺ آخری عشرے میں جس قدر جد وجہد فرماتے تھے، وہ کسی اور ایام میں نہ کرتے"، (صحیح مسلم)، نیز "جب آخری عشرہ داخل ہو جاتا تو نبی اکرم ﷺ پوری پوری رات جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے، اور خوب سے خوب تر کوششیں کرتے"۔ (متفق علیہ)۔

ان باقی ماندہ مبارک راتوں میں ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ کرنا مستحب ہے، ابن رجب رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "رہے فضیلت والے ایام - جیسے ماہ رمضان اور بالخصوص وہ راتیں جن میں لیلۃ القدر تلاش کی جاتی ہے - تو ان میں کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے، تاکہ وقت سے فائدہ اٹھایا جائے"۔

نیز ایک مسلمان کے لئے مناسب یہ ہے کہ ان دعاؤں کو اختیار کرے جو زیادہ مفید اور جامع دعا ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں نے لیلۃ القدر کو پالیا تو میں اس رات کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو! اے اللہ! اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنا پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔(مسند احمد)۔

اعتکاف گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنے والے بہترین اعمال میں سے ایک ہے، "نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ رب العالمین نے آپ کو وفات دے دی، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا"، (متفق علیہ)، امام زہری رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "مسلمانوں کے لئے بڑے تعجب کی بات ہے انہوں اعتکاف ترک کر دیا جب کہ نبی اکرم ﷺ جب سے مدینہ آئے اس وقت سے لے کر اپنی وفات تک اعتکاف ترک نہیں کیا"۔

معتکف کے لئے مناسب یہی ہے کہ عبادت کے لئے علاحدگی اختیار کرے اور اپنے عظیم مقصد کے ساتھ مشغول ہو جائے، بے فائدہ مجالس، فضول گوئی اور زیادہ سونے سے اجتناب کرے، نیز مسجد سے بلا اشد ضرورت کے نہ نکلے، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح: "دلجمعی کے ساتھ اللہ کے ذکر میں دل کو لگائے رکھنا اور اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، مخلوق کے ساتھ مشغولیت سے علاحدگی اختیار کرنا اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح مشغول رہنا کہ اس کا ذکر و محبت اور اس کی طرف راغب ہونا، دل میں وارد ہونے والے افکار و خیالات کی جگہ لے لیں"۔

آخری عشرے میں مسلمان لیلۃ القدر تلاش کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو"۔ (متفق علیہ)۔ بڑی قدر و منزلت اور معزز رات ہے، اس کے جلیل القدر، باشرف اور عظیم الشان ہونے کو بتانے کے لئے اللہ رب العالمین نے اس رات کے تعلق سے ایک پوری سورہ نازل کی، چناچہ فرمایا:

﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ﴾

"اور آپ کو کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے"۔[القدر: 2]

اللہ رب العالمین نے اسے مبارک اور بے شمار بھلائیوں والی رات بنایا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍ﴾

"ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا"۔[الدخان: 3]

اس رات کی برکتوں میں سے قرآن کریم کا اس رات میں نازل ہونا ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾

"ہم نے اسے لیلۃالقدر میں نازل کیا"۔[القدر: 1]

نیز اس رات میں روئے زمین پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٍ﴾

"اس میں (ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں"۔[القدر: 4]

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اس رات کی کثرت برکت کے سبب اس میں فرشتوں کا بکثرت نزول ہوتا ہے، اور فرشتے برکت و رحمت کے نزول کے ساتھ اترتے ہیں، جیسا کہ وہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اترتے ہیں، ذکر کی مجالس کو گھیرے میں لیتے ہیں، اور سچے طالب علم کی تعظیم کرتے ہوئے ان کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں"، امن و سلامتی اور اطمینان والی رات ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ﴾

"یہ رات سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر طلوع ہونے تک رہتی ہے"۔[القدر: 5]

یعنی ہر قسم کے شر سے حفاظت والی رات ہے، اس میں بغرض عبادت جاگنا بڑے غنیمت کی بات ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ﴾

"ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔[القدر: 3]

اس میں سال بھر کے لئے تمام مخلوقات کی تقدیریں بنائی جاتی ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فِيهَا يُفۡرَقُ كُلُّ أَمۡرٍ حَكِيمٍ﴾

"اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے"۔[الدخان: 4]

اس کے بعد، مسلمانو!

عمل کا دار و مدار خاتمے پر ہے، آخری دنوں میں کئے گئے کامل عمل کا اعتبار ہے، ابتدائی ایام کی کوتاہیوں کا نہیں، اور جس نے ماضی میں برائیاں کی ہیں اسے چاہئے کہ باقی ماندہ ایام میں توبہ پیش کرے، کیوں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اور اللہ کی نوازشیں دی جارہی ہیں:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا﴾

اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا، وہ اس کے کے لئے تنگی سے نکلنے کی سبیل پیدا کر دے گا"۔[الطلاق: 2]

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّكُمۡ فُرۡقَانٗا وَيُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلۡفَضۡلِ ٱلۡعَظِيمِ﴾

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے"۔[الأنفال: 29]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اوران کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

دنیا چند ساعات اور گنتی کے چند ایام ہیں، یہ عمر رواں کی کتاب ہے،انسان کی عمر میں اس کا عمل بھی داخل ہے،نیک بخت وہی ہے جس نے اسے نیکیوں سے معمور کیا اور کامیاب وہی ہے جس نے اپنے وقت و لمحات کو نیکیوں کے لئے غنیمت جانا اور کبھی بھی کوتاہی نہ کی، جبکہ خسارے میں وہ شخص ہے جس نے اپنے معاملے میں کوتاہی کی اور اس کا دل غافل رہا نیز اس نے خواہشات کی پیروی کی،اور خیر سے محروم وہ شخص ہے جو ماہ رمضان میں محروم رہ گیا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "وہ شخص ہلاک ہو جس کے پاس رمضان آیا اور اس کی مغفرت سے قبل چلا گیا"۔(سنن ترمذی)۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

لیلۃ القدر (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندوں! اللہ کا کما حقہ تقوی اختیار کرو اور اسلام کے مضبوط کڑا کو لازم پکڑو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے انس و جن کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، اس کی ذات تمام مخلوق سے بے نیاز ہے جبکہ مخلوقات کو اس سے بے نیازی نہیں، اللہ واحد کی عبادت جنت میں داخلے کا سبب ہے، "ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں اگر وہ بجالاؤں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازیں اور فرض زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو"۔ (متفق علیہ)۔

اس کی عبادت ہر جگہ اور ہمہ وقت کی جانی چاہیے، اور اللہ سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو عبادت کا موسم بنایا ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ خصوصا اس مہینے میں اتنی عبادتیں کیا کرتے تھے جو کسی اور مہینے میں نہ کرتے، مزید یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس مہینے کے ایام کو غنیمت جانا ہے، چنانچہ ابو ہریرہ

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲۰ رمضان، سن ۱۴۳۵ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

τاور ان کے ساتھی "جب حالت روزہ میں ہوتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے: ہم اپنے روزوں کو پاک کرتے ہیں"۔(اسے ابو نعیم نے روایت کیا ہے)۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل واحسان میں سے یہ بھی ہے کہ: اس نے رمضان کے موسم میں بھی الگ الگ موسم بنائے ہیں، چنانچہ آخری عشرہ کو مہینے کی تمام راتوں پر فوقیت بخشی، اور لیلۃ القدر کو مہینے کی تمام راتوں سے افضل بنایا، نیز نبی اکرم ﷺ بھی رمضان کے آخری عشرے کو ان اعمال کے ساتھ خاص کرتے جو بقیہ دوسرے مہینوں میں نہیں کرتے، لہذا "جب آخری عشرہ داخل ہو جاتا تو آپ رات بھر جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے، اور خوب جد وجہد کرتے"۔(متفق علیہ)، اور طاعت الٰہی کے کاموں میں آپ خوب جد جہد فرماتے، اس میں آپ ایک ایسی مبارک رات کی جستجو میں ہوتے جو تمام راتوں کا تاج ہے، اس کی متعدد برکتیں ہیں، بڑا محدود اس کا وقت ہے، اللہ رب العالمین نے اس کی شان کے متعلق تنبیہ کی ہے اور اس کی عظمت کو واضح کیا، چنانچہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ﴾

"اور آپ کو کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے"۔[القدر: 2]

اس رات میں تھوڑا عمل بھی بہت زیادہ ہے، جبکہ عمل کثیر کو بڑھا دیا جاتا ہے، اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، نیز اس رات میں سب سے افضل آسمانی کتاب نازل ہوئی:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾

"ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا"۔[القدر: 1]

قرآن عظیم کے شرف میں سے اُس ماہ میں اس کی بکثرت تلاوت کرنا ہے جس میں یہ نازل ہوا:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ﴾

"رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا"۔[البقرۃ: 185]

نیز جبریل علیہ السلام رمضان کی راتوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس کا مراجعہ کیا کرتے تھے،

اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے رمضان میں دو بار مراجعہ کیا، لہذا ایک مسلمان کے لئے مناسب یہ ہے کہ فضیلتوں والے مہینوں میں تلاوت قرآن کی کثرت کرے، تاکہ ماہ رمضان میں قرآن کی فضیلتیں حاصل کرے۔

لیلۃ القدر ایک عظیم رات ہے، اس عظیم رات میں سرانجام دئے جانے والے امور میں سے ایک یہ ہے کہ ہر معاملے کے تعلق سے فیصلہ کیا جاتا ہے، یعنی سال بھر کے معاملات، اس میں ہونے والی اموات، رزق، خیر و شر اور اس کے علاوہ دوسرے امور لوح محفوظ سے الگ کر کے فرشتوں کے سپرد کئے جاتے ہیں، امام نووی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اس (رات) کا نام لیلۃ القدر رکھا گیا، کیوں کہ یہ حکم اور فیصلوں والی رات ہے"، اس میں رب کسی سے تعلق جوڑتا اور کسی سے توڑتا ہے، کسی کو بلند کرتا ہے اور کسی کو پستی کا شکار بنادیتا ہے، کسی کو نوازتا ہے اور کسی کو کچھ نہیں دیتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾

"اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے"۔[الدخان: 4]

یعنی اس رات میں جو محکم فیصلے اللہ فرمادیتا ہے اس میں کوئی تبدیلی اور تغیر واقع نہیں ہوتا۔

اس رات کی بے شمار برکتوں کے سبب اس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، اور فرشتے برکت ورحمت کے ساتھ ہی نازل ہوتے ہیں، ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ کی جانب سے سلامتی نازل ہوتی رہتی ہے، چنانچہ اس رات میں صرف خیر ہی خیر نازل ہوتا ہے، شر دور دور تک نہیں ہوتا ہے یہاں تک فجر طلوع ہو جاتا، آخری عشرے کی جس رات میں شب قدر ہو سکتی ہے اسے بھی مخفی رکھا گیا تاکہ اس کی تلاش کرنے والے خوب سے خوب محنت کریں، اور مسلمان پورے دس دنوں تک زیادہ سے زیادہ عبادتیں کرے۔

عشرہ اواخر میں دعا، نماز اور نیکی کی کثرت بندوں کے لئے مستحب ہے، ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں: "ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نماز کا پھل دعا ہے"۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں نے لیلۃ القدر کو پالیا تو میں اس رات کیا پڑھوں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا: "کہو! اے اللہ! اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنا پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔(سنن ترمذی)۔

اس رات میں عبادت کرنے والے کا گناہ بخشا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے لیلۃ القدر کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)۔

آپ ﷺ آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے تاکہ لیلۃ القدر تلاش کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "نبی اکرم ﷺ آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی" (متفق علیہ)۔

ابن بطال رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، کیوں کہ ان اعمال میں سے ہے جن پر نبی اکرم ﷺ نے مداومت برتی ہے، لہذا مومنوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ اپنے نبی کی اس معاملے میں بھی اقتدا کریں"۔

اعتکاف میں مخلوق سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کرکے خالق کی عبادت کے لئے فارغ ہونا ہے، اور جب رب سے تعلق مضبوط ہوگیا تو رب اپنے بندے سے راضی ہو جاتا ہے، ابن شہاب رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "مسلمانوں کے لئے بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اعتکاف ترک کردیا ہے جب کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد سے لے کر اپنی وفات تک کبھی بھی اعتکاف نہیں چھوڑا"۔

معتکف اللہ کی اطاعت پر جما رہتا اور اعتکاف کے ایام میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب مقام یعنی مساجد میں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے، نیز وہاں بیٹھ کر امور اطاعت و عبادت، خشوع و خضوع اور گریہ زاری میں لگا ہوتا ہے، چنانچہ اس کا مقصود و مطلوب صرف رب تعالی کی ذات ہوتی ہے، اور اعتکاف سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس کا دل اللہ کی اطاعت پر جم جاتا ہے، چنانچہ وہ اللہ سے بہت زیادہ دعائیں کرنے والا اور اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے۔

رمضان صدقہ کرنے والوں کے لئے بھی بڑا غنیمت والا وقت ہے، اس میں مال دار حضرات خیر کے کاموں میں انفاق کر کے، نیکیاں کر کے اور مدد و معاونت کا ہاتھ بڑھا کر، فاقہ کش اور مسکینوں کو صدقات دے کر اور فقرا کو تحفے تحائف دے کر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ (فرمان نبوی ہے) "اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ کرو، کیوں کہ یہ بیماریوں کا علاج اور عزت کی حفاظت کا سبب ہے، کمزوروں اور ضرورت مندوں کو تلاش کرو، انہیں کھلاؤ اللہ تمہیں کھلائے گا، ان پر رحم کرو اللہ تمہارے اوپر رحم کرے گا، کیوں مالداروں کی تقصیر پر ہی فقیروں نے اللہ سے شکوہ کیا ہے۔

نیکو کاروں کی صفات میں سے یہ ہے کہ: ان کے عطیات خالص لوجہ اللہ ہوتے ہیں، وہ فقرا سے تعریف اور دعا کے طالب نہیں ہوتے، لہذا صدقہ دے کر کسی غریب سے دعا ملنے کی امید میں نہ کرو، بلکہ رضائے الہی کی خاطر کرو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۞

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا شُكُورًا﴾

"ہم تمہیں صرف اللہ تعالٰی کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔ بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہوگا"۔[الإنسان: 8-9]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اور جو کوئی فقرا سے دعا یا تعریف کا خواہاں ہو اوہ اس آیت سے نکل گیا"۔

اس کے بعد، مسلمانو!

ماہ رمضان میں اجر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اس کا آنا

ایک ایسی گزرگاہ ہے جہاں سستی ناقابل قبول ہے، یہ مہینہ اتنا مختصر ہوتا ہے کہ اس میں کوتاہی ناقابل برداشت امر ہے، لہذا نیکیوں کی طرف سبقت کرواور اگر یہ ممکن ہوسکے کہ تم سے آگے کوئی نہ بڑھ سکے تو ایسا ہی کرو۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے"۔[الإنسان: 97]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود و سلام نازل ہو۔

مسلمانو!

رمضان توبہ اور رجوع الی اللہ کے لئے ایک بڑا غنیمت والا موسم ہے، اس میں اللہ لغزشوں کو معاف کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے، لہذا اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو کر اور مستقبل میں گناہوں سے اجتناب کا عزم کر کے اس ماہ میں اللہ کی طرف لوٹ آؤ، اللہ سبحانہ تعالی اپنی طرف لوٹنے والوں سے محبت کرتا ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے، لہذا اپنے رب کے عطیات کے حصول میں لگ جاؤ، اور استغفار کے ذریعہ روزی طلب کرو، عقلمند وہ ہے جو اس مہینے کے باقی ماندہ ایام سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اطاعت کے کاموں اور تقرب الی اللہ کے امور کی انجام دہی میں مشغول رہتا ہے اور برائیوں کو اچھائیوں سے بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔

اور جب کبھی تم خیر کے کام سے سست پڑ جاؤ تو اللہ رب العالمین کے اس فرمان کو یاد کرو:

﴿أَيَّامًا مَّعۡدُودَٰتٍ﴾

"یہ گنتی کے چند دن ہیں"۔[البقرة: 184]

جو کوئی اس ماہ میں اللہ کی طرف پلٹنے والا اور درست عمل کرنے والا ہے اسے چاہیے کہ بنیاد مضبوط کرے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرے، اور اس کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

وداع رمضان (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندوں! اللہ کا کما حقہ تقوی اختیار کرو اور اسلام کے مضبوط کڑا کو لازم پکڑو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کے لئے نیکیوں کے موسم بھیجتا ہے تاکہ نیکیوں میں اضافہ ہو، با برکت ایام کا ہمیشہ نہ رہنا اللہ رب العالمین کی حکمت ہے، تاکہ ان لمحات میں سبقت کرنے والے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور کوتاہی کرنے والا محروم رہ جائے۔

مسلمانوں کے پاس فضیلت والا موسم آیا ہے، جس کے ایام روزوں سے اور صدقات وعطیات سے پُر ہیں اور اس کی راتیں تہجد، تلاوت قرآن اور دعا سے آباد ہیں، کتنے ہی گناہ گاروں کی بخشش کی گئی اور کتنے محروم لوگوں کو نوازا گیا، کتنے شقی سعادت مند بنے اور کتنی دعائیں قبول کی گئیں اور کتنے ایسے نیک اعمال انجام دیئے گئے جو دخول جنت کا سبب ہیں۔

مبارک ایام اب جانے کا اعلان کر چکے ہیں اور ختم ہونے کو ہیں، ایک مبارک موسم مسلمانوں کو الوداع کہنے جا رہا ہے، کتنے ایسے لوگ ہیں جو ابھی باحیات ہیں مگر ان کے پاس رمضان لوٹ کر نہیں آئے

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۲۹ رمضان، سن ۱۴۳۳ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

گا، انہیں قبر والوں کے شمار میں لکھ دیا گیا چنانچہ وہ اپنے عمل کے ساتھ گروی ہوگا، اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفۡسِۭ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِينَةٌ﴾

"ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ گروی ہوگا"۔[المدثر: 38]

عقل مند وہ ہے جو اس ماہ کے باقی ایام سے فائدہ اٹھائے اور اسے اطاعت اور تقرب الی اللہ والے اعمال سے پُر کردے اور برائیوں کو نیکیوں سے بدلنے کی کوشش کرے۔

ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "آخری دنوں میں کئے گئے کامل عمل کا اعتبار ہے، ابتدائی ایام کی کوتاہیوں کا نہیں"، جو کوئی اس ماہ میں اللہ کی طرف لوٹنے والا اور درست عمل کرنے والا ہے اسے چاہیے کہ بنیاد مضبوط کرے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرے، اور اس کی طرح نہ ہوجاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا، اور جس کسی نے اس ماہ مبارک میں بھی گناہ کئے اسے چاہئے کہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ پیش کرے کیوں کہ توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے، اور رمضان تو گناہ گاروں کے توبہ کرنے کا موسم ہے۔

مسلمانو!

استغفار اعمال صالحہ کا اختتامی عمل ہے، اسی کے ذریعہ نماز، حج اور رات کے آخری پہر کا اختتام کیا جاتا ہے، لہذا سب سے بہتر شے جس کے ذریعے ماہ رمضان کا اختتام کیا جائے وہ: کثرت استغفار، تلاوت قرآن اور دعا ہے، کیوں کہ عمل کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

اور جب مسلمان کسی عمل کی تکمیل کرلے اور اس کا اتمام کرلے تو اس پر اب جو ذمہ داری بچ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عدم قبولیت یا بعد از قبول اس کے فاسد ہونے سے ڈرتا رہے، علی ؓ فرماتے ہیں: "عمل کرنے سے کہیں زیادہ عمل کی قبولیت کا اہتمام کرو"۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلۡمُتَّقِينَ﴾

"اللہ رب العالمین متقیوں کا عمل قبول فرماتے ہیں"۔[المائدة: 27]

سلمہ بن دینار رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "عمل کے قبول نہ ہونے کا خوف، عمل کرنے سے زیادہ ہوتا ہے"۔

انسان کو ہر وقت اور ہر لمحہ رحمن کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَٱعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأۡتِيَكَ ٱلۡيَقِينُ﴾

"اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو جائے"۔[الحجر: 99]

جو شخص رمضان مین نیک اعمال کیا کرتا تھا اسے چاہئے کہ بعد از رمضان بھی اس پر مداومت برتے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جسے ہمیشہ کیا جائے خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو"۔(متفق علیہ)۔

امام نووی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "پابندی کے ساتھ کیا جانے والا قلیل عمل ایسے عمل کثیر سے بہتر ہے جو منقطع ہو جائے، کیوں کہ قلیل پر مداومت کرنا، اطاعت، ذکر، نگرانی، نیت، اخلاص اور اللہ کی طرف رغبت کو دوام بخشتا ہے، ہمیشگی والا تھوڑا عمل ثمر آور ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ منقطع ہو جانے والے عمل سے کئی گنا بہتر ہے"۔

یہ اللہ رب العالمین کا کرم ہی ہے کہ وہ اعمال صالحہ جو رمضان میں مشروع ہیں وہ سال بھر مشروع ہیں، چنانچہ شوال کے چھ روزے مشروع ہیں اور جس نے انہیں رکھا گویا اس نے زمانے بھر کا روزہ رکھا، اسی طرح سموار، جمعرات اور مہینے میں تین دنوں کا روزہ رکھنے کی بھی ترغیب آئی ہے، نیز تلاوت قرآن کا حکم علی سبیل الدوام ہے، قیام اللیل ہر دن کا سورج غروب ہونے کے بعد رات میں ادا کرنا مشروع ہے، صدقہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، نیز دعا سے انسان کو اپنی پوری زندگی استغنا نہیں ہے۔

جس نے کوئی نیک عمل کیا، اس کے عمل کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ: نیکی کے بعد دوسری نیکی انجام دے، اور اس کے مردود ہونے کی علامت یہ ہے کہ: نیکی کے بعد گناہ میں لگ جائے، برائی کے بعد نیکی کتنی خوبصورت شے ہے جو اس برائی کو مٹادے، اس سے بہتر یہ ہے کہ نیکی کے بعد نیکی کی جائے جبکہ نیکی کے بعد برائی بڑی قبیح شے ہے جو اس نیکی کو ختم کر دیتی ہے، لہذا نیک اعمال اور عبادت میں اخلاص

کے ذریعہ اپنے نفس کا تزکیہ کرو، اور اللہ کی مغفرت، اس کی وسیع رحمت اور اس کے عظیم عطیات کا حرص رکھتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ پیش کرو۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾

"اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں"۔[الأعراف: 156]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے اس مہینے کے آخر میں اللہ نے صدقہ فطر مشروع کیا ہے جو روزہ دار کے لئے بری باتوں اور برے کاموں سے طہارت کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کے کھانا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان آزاد اور غلام، مرد، عورت، چھوٹے، بڑے پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا جو سے فرض کیا ہے اور نماز کے لیے جانے سے قبل اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے"۔ (متفق علیہ)۔

جنین (حمل) کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے، اس صدقہ کو دوسرے ملک منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ جہاں آپ سکونت پذیر ہیں وہاں نکالنا زیادہ بہتر ہے، عید سے ایک یا دو دن قبل نکالنا جائز ہے جبکہ عید گاہ جاتے وقت اس کی ادائیگی مستحب ہے۔

عید ایک خوشی ہے جو ماہ مبارک میں کئے گئے اعمال صالحہ کی قبولیت کے نیک شگونی کے طور پر منائی جاتی ہے، چنانچہ عید کی رات سے لے کر نماز عید تک تکبیر کہنا مشروع ہے، نبی اکرم ﷺ خوبصورت کپڑوں میں عید گاہ کو جاتے، اور "اور آپ جب تک کھجوریں نہ کھا لیتے اس وقت تک عید گاہ کو نہ نکلتے"، (صحیح بخاری)۔ نیز "جب عید کا دن ہوتا تو آپ راستہ بدل کر آنا جانا کرتے،--یعنی ایک راستے سے عید گاہ جاتے اور دوسرے راستے سے واپس لوٹتے"۔ (صحیح بخاری)۔

جس کی نماز عید فوت ہو جائے اسے وہ اسی طرح قضا کرے گا جس طرح ادائیگی کرتا ہے، خواہ عید گاہ میں ہو یا اور کہیں، اکیلا پڑھ رہا ہو یا باجماعت، امام بخاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "جس کی نماز عید فوت ہو جائے وہ دو رکعت ادا کرے گا"۔

عید خوشی اور اپنے بندوں پر اللہ کی بھرپور نعمتیں نچھاور کرنے کی بشارت دینے کا نام ہے، لہذا بندے کو عید کے دن بکثرت اللہ کا ذکر کرنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اور یہ ایام کھانے، پینے اور اللہ عزوجل کے ذکر کے ایام ہیں"۔ (سنن ابوداود)۔

مسلمانوں کو عید کے موقع پر اللہ کے حدود سے تجاوز کرنے سے ڈرنا چاہیے، کہ کہیں رمضان میں بنائی گئی عبادتوں کی عمارت منہدم نہ ہو جائے، عید اور عید کے علاوہ دوسرے ایام میں آپ کے چہرے پر اطاعت وفرمانبرداری کا نور اور عبادت کا وقار ہونا چاہیے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

اختتام رمضان(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

اس ماہ مبارک میں مسلمانوں نے ایک فضیلت والا وقت گزارا، جس میں دن کے وقت روزے اور رات کے وقت قیام کیا جاتا تھا، مسجدیں ان ایام میں اطاعت کے کاموں اور قرآن کی تلاوتوں کے ذریعہ پُر ہوتی تھیں، نیز ان ایام میں ذکر ودعا اور صدقات وعطیات میں لگے ہوتے تھے، دل میں عاجزی کی صفت تھی اور اعضاء وجوارح نیکی کی طرف راغب تھے، چنانچہ اہل ایمان نے ان ایام میں ایمان کی لذت و حلاوت کو چکھا، اور اب دیکھیں کہ یہ ایام بھی اب جانے کا اعلان کر رہے ہیں، مہینہ ختم ہونے کو ہے، توفیق یافتہ بندہ وہی ہے جس نے اس کے باقی ایام کو غنیمت جانا کیوں کہ اعمال کا دارو مدار خاتمے پر ہے، اور آخری دنوں میں کئے گئے کامل عمل کا اعتبار ہے، جو کوئی اس ماہ میں اللہ کی طرف لوٹنے والا اور درست عمل کرنے والا ہے اسے چاہیے کہ بنیاد مضبوط کرے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرے، اور اس کی طرح نہ

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ٢٦ رمضان، سن ١٣٣٠ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا، کیوں کہ نیکی کرنے کے مقابلے میں اس کی حفاظت زیادہ مشکل امر ہے، نیکوکاروں کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی: "اللہ ہم تجھ سے عمل صالح اور اس کی حفاظت کا سوال کرتے ہیں"۔

اور جس نے ان ایام میں تقصیر کی اسے چاہئے کہ جلد از جلد سچی توبہ پیش کرے، کیوں کہ دروازہ کھلا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "ایسا شخص ہلاک ہو جس کے پاس رمضان آیا اور اس کی مغفرت سے قبل ہی چلا گیا" (مسند احمد)۔

عمل کرنے کے مقابلے میں عمل کی قبولیت کا زیادہ اہتمام کرو: فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْمُتَّقِينَ﴾

"اللہ رب العالمین متقیوں کا عمل قبول فرماتے ہیں"۔[المائدة: 27]

اور مومن وہ ہوتا ہے جو اچھا عمل اور خوف کے درمیان جمع کرے، ان کی حالت اللہ کے اس فرمان کے مصداق ہوتی ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ ءَاتَواْ وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَٰجِعُونَ﴾

"اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔[المؤمنون: 60]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں، اور چوری کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، صدیق کی صاحبزادی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں، اس کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ نیکیاں قبول نہ ہوں، ﴿أُوْلَٰٓئِكَ يُسَٰرِعُونَ فِي ٱلْخَيْرَٰتِ وَهُمْ لَهَا سَٰبِقُونَ﴾ یہی ہیں وہ لوگ جو خیرات (بھلے کاموں) میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہی لوگ بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے لوگ ہیں"۔ (سنن ترمذی)۔

گرچہ ماہ رمضان گزر گیا لیکن عمل کا وقت تو ابھی موت تک باقی ہے نا، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَٱعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ﴾

"اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو جائے"۔[الحجر: 99]

نیز تھوڑا مگر مسلسل کیا جانے والا عمل اس سے بہتر ہے جو بہت زیادہ ہو مگر انقطاع کے ساتھ کیا جائے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جسے مسلسل کیا جائے خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو"۔ (متفق علیہ)۔

عمل صالح کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ: نیکی کے بعد دوسری نیکی انجام دے، برائی کے بعد نیکی کتنی خوبصورت شے ہے جو اس برائی کو مٹادے، اس سے بہتر نیکی کے بعد نیکی کا کیا جانا ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے کہ رمضان کے اعمال سال بھر پائے جاتے ہیں، جیسے: تلاوت قرآن، صدقہ، روزہ، عمرہ، دعا، قیام اور ان کے مثل دیگر اعمال جنہیں اللہ ہمیشہ کے لئے مشروع کیا ہے، اور اطاعت پر مداومت اور اس کا طویل مدتی ہونا نیک لوگوں کے لئے ایک طرح کی نعمت ہے اور مومنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَبْشِرُوا۟ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾

"(واقعی) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو"۔[فصلت: 30]

نیز رمضان کے اختتام پر روزہ داروں اور رات میں قیام کرنے والوں کے لئے بشارت ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، اور جس نے لیلۃ القدر کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا اس کے پچھلے

گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)،اور "جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)،اور "روزے داروں کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں،ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت"،(متفق علیہ)۔

حیات چند سانسوں سے عبارت ہے اور سب کا وقت مقرر ہے، عمر رواں جو کہ سانسوں کی مرہون منت ہے، بہت جلد ختم ہو جانے والی ہے،اور رمضان کے گزرنے میں دنیا کے زوال کا عبرت بھرا پیغام ہے، گویا کہ عمل ختم ہو گئے اور دنیا فنا ہو چکی، پھر جب ایسا ہو جائے گا تو ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ گروی ہو گا،اور کامیاب صرف وہی ہو گا جس نے اپنے رب کے داعی کی پکار پر لبیک کہا اور محسنین میں شامل ہوا۔

أعوذ باللّٰه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے"۔[النحل: 97]

اللہ رب العالمین مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین نے اس مہینے کے آخری ایام کو زکاۃ الفطر کے ساتھ خاص کیا ہے، جو روزے داروں کے لئے طہارت کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کے لئے کھانا ہے،اور اس کی مقدار: اس ملک یا شہر میں عام طور سے جو کھایا جاتا ہے اس میں سے ایک صاع کی ادائیگی ہے،انسان خود اپنی جانب سے اور ان کی جاب سے نکالے گا جن کا نان ونفقہ اس پر واجب ہوتا ہے،اور اس کی ادائیگی کا مستحب وقت نماز عید کی ادائیگی سے قبل ہے البتہ اس سے ایک یا دو دن قبل نکالنا بھی جائز ہے۔

اور جب ماہ رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہو جائے اور رمضان ختم ہو جائے تو نماز عید تک تکبیر پڑھنا تاکیدی امر ہے،اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

"اور تاکہ تم گنتی مکمل کرو اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر تکبیر کہو اور تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ"۔[البقرۃ: 185]

اور "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شول کے چھ روزے بھی رکھے تو یہ ایسا ہی جیسے کہ اس نے زمانے بھر کے روزے رکھے"۔(صحیح مسلم)۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

ج

حج کا سفر (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

نیکیوں کے موسم یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں، چنانچہ ایک عبادت ابھی جاتی نہیں کہ دوسری سامنے آجاتی ہے، یہ دیکھو! حاجیوں کا قافلہ دعوت ابراہیمی پر لبیک کہتے ہوئے سوئے حرم روانہ ہو چکا ہے:

﴿وَأَذِّن فِي ٱلنَّاسِ بِٱلۡحَجِّ يَأۡتُوكَ رِجَالٗا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٖ يَأۡتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٖ﴾

"اور لوگوں میں حج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے"۔[الحج: 27]

ایک ایسا گھر ہے جسے اللہ نے لوگوں کے لئے ٹھکانا اور امن کا مقام بنایا ہے، جس کے ارد گرد رب

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۳ ذی الحجہ، سن ۱۴۲۵ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

کریم کی رحمت اور عطیات کی امید کی جاتی ہے، حرم مبارک ہے جس میں ہدایت، خیر اور واضح نشانیاں ہیں:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ * فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾

"اللہ تعالٰی کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت اور ہدایت والا ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے"۔[آل عمران: 96-97]

اس کا حج اسلام کے بنیادی ستون میں سے ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

"اللہ تعالٰی نے ان لوگوں پر جو اس طرف کی راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالٰی (اس سے) بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔[آل عمران: 97]

اللہ رب العالمین نے صحن حرم میں پہنچ کر اس دینی فریضے کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہذا حج کرو"۔(صحیح مسلم)۔

اللہ رب العالمین کے نزدیک حج بیت اللہ سب سے بہترین اعمال میں سے ہے، اس میں بذل وعطا ہے اور مشقت و جزا ہے، ابوہریرہ t فرماتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا، عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ آپ نے کہا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور"۔(متفق علیہ)۔

اسلام کے پانچویں رکن کی ادائیگی میں: گناہوں کی مغفرت ہے، معصیات اور خطائیں دھل جاتی

ہیں، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "جس نے حج کیا اور کسی قسم کا فسق وفجور والا عمل نہ کیا تو حج سے اس طرح لوٹا جیسے کہ اس ماں نے اسے پیدا کیا تھا"۔(متفق علیہ)۔

اور جس نے حج میں تقوی کو لازم پکڑا اللہ اس کے لئے مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "ایک عمرہ دوسرے عمرے تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان کیے گئے ہوں اور حج مبرور کی جزا تو جنت ہے"۔(متفق علیہ)۔

امام نوووی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "حج کرنے والے کی جزا صرف یہی نہیں کہ اس کے بعض گناہ مٹا دیے جاتے ہیں بلکہ وہ لازماً جنت میں بھی داخل ہو گا"۔

اعمال کا وزن اخلاص کے ذریعہ کیا جائے گا، چنانچہ اگر عمل میں شرک یا ریاکاری داخل ہو گئی تو عمل فاسد ہو جائے گا، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ﴾

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا"۔[الزمر: 65]

اور حج مبرور اس وقت تک مبرور نہ ہو گا جب تک کہ حرام کے شائبے اور شبہات کے میل کچیل سے پاک حلال مال کے ذریعہ حج نہ کیا گیا ہو۔

دوران حج نیک صحبت کا میسر ہو جانا عبادت اور عبادت کی حسن ادائیگی پر اللہ کی مدد ہے، اور سفر میں اخلاق و مروت کی دلیل زاد راہ میں سے خرچ کرنا اور ساتھیوں سے کم اختلافات کرنا ہے، نیز رفیق سفر کے ساتھ حسن سلوک کرنا ایک ایسی عبادت ہے جس کا فائدہ متعدی ہے، امام مجاہد رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رفاقت سفر میں اختیار کی تاکہ ان کی خدمت کر سکوں، مگر الٹا وہی میری

خدمت کیا کرتے تھے"، ابن رجب رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "سلف صالحین میں سے اکثر لوگ اپنے رفیق سفر کو یہ شرط لگادیتے کہ وہ ان کی خدمت کریں گے، تاکہ اجر حاصل کر سکیں"۔

حجاج کے لیے سب بہترین زاد راہ خشیت الٰہی اور تقویٰ کا زاد راہ ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيۡرَ ٱلزَّادِ ٱلتَّقۡوَىٰ﴾

"اور زاد راہ لو، کیوں کہ بہترین زاد راہ تقوی ہے"۔[البقرة: 197]

اور نبی اکرم ﷺ کی معاذ ؓ کو کی گئ وصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: "تم جہاں کہیں رہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور برائی کے بعد اچھائی کر لو، برائی مٹ جائے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کرو"، (سنن ترمذی)۔

حج کے نیک اعمال میں: کھانا کھلانا، سلام عام کرنا، بھلی بات کہنا اور مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے، لہذا حج میں کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، "اور لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے"، نیز ان میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو لوگوں کی اذیتوں پر سب سے زیادہ صبر کرتا ہے، اور حجاج کا خادم جو ان کی دیکھ ریکھ میں للٰہیت کا مظاہرہ کرتا ہے وہ ان کے ثواب میں برابر کا شریک ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "یقیناً اللہ رب العالمین ایک تیر کی وجہ سے تین لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا: اس کے بنانے والے کو- جو اسے بناتے وقت خیر کی امید رکھتا ہے- تیر چلانے والے کو اور اسے دینے والے کو"، (سنن ترمذی)۔

اور جس نے بیت اللہ کا حج کیا اسے تین خصلتیں لازماً حاصل ہوں گی: ایسا ورع جو اسے اللہ کی نافرمانی سے روکے گا، اور ایسی بردباری جو اسے غصہ سے روکے گی اور جس کے ساتھ وہ رہے گا اس سے حسن تعامل کا مظاہرہ کرے گا۔

مسلمانو!

بندہ اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کے لئے سب سے بہترین شے جو پیش کر سکتا ہے وہ اپنے حج میں توحید کا اظہار اور تقرب والے اعمال میں اخلاص کا مظاہرہ ہے، کیوں کہ جو غیر اللہ کی خاطر ہو گا وہ

ضعف کا شکار ہو جائے گا، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَأَتِمُّواْ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾

"اور اللہ کی خاطر حج و عمرہ کی تکمیل کرو"۔[البقرة: 196]

اپنے اقوال کے ذریعہ حج کا اظہار کرنے میں خالق کی وحدانیت کا اقرار ہے، "حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں"، یوم عرفہ کا سب سے بہترین کلام کلمہ توحید ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "سب سے بہتر دعا عرفہ والے دن کی دعا ہے اور میں نے اب تک جو کچھ (بطور ذکر) کہا ہے اور مجھ سے پہلے جو دوسرے نبیوں نے کہا ہے ان میں سب سے بہتر دعا یہ ہے: (لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَه، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)"۔ (سنن ترمذی)۔

اللہ پر توکل بہترین عبادات میں سے ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَٱعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾

"لہذا اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل کرو"۔[هود: 123]

ناامیدی اللہ کے دین میں سے نہیں ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُۥ لَا يَاْيْـَٔسُ مِن رَّوْحِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾

"یقینا اللہ کی رحمت سے صرف کافر قوم ہی ناامید ہو سکتی ہے"۔[يوسف: 87]

جس کسی نے بھی اپنی خوہشات نفسانی اور اپنی راحت پر اللہ کے حقوق کو مقدم کیا اس نے دنیا اور آخرت کی سعادت کا مشاہدہ کیا ہے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام دو پہاڑوں کے درمیان بے آب و گیاہ وادی میں خود کے لئے اور اپنے شیر خوار بچے کے لئے پانی تلاش کیا، انہیں پیاس نے بے سُدھ کر رکھا تھا، اپنے دودھ پیتے بچے پر شفقت نے انہیں نڈھال کر رکھا تھا، مگر اللہ پر توکل اور اسباب اختیار کرنے کے بعد ایک فوارہ نما چشمہ دیکھا، جو ان کے لئے اور ان کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے تھا، نبی اکرم ﷺ فرماتے

ہیں: "اللہ رب العالمین ام اسماعیل پر رحم کرے، اگر انہوں نے زمزم کو چھوڑ دیا ہوتا تو وہ بہتا ہوا چشمہ ہوتا"، (صحیح بخاری)۔

اور نفع و نقصان اللہ رب العالمین کے ہاتھ میں ہے جو مصائب اور آزمائشوں کو دور کرنے والا ہے، اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے، زمین وآسمان کی چابی اسی کے ہاتھ میں ہے، کبریا اور عظمت کی صفات سے متصف ہے، اس کا اعلان حجاج اپنے حج میں کرتے ہیں، طواف وسعی کرتے وقت، کنکری مارتے وقت اور ایام تشریق میں، تاکہ دل اللہ رب العالمین کے لئے خالص ہو جائے، اسی سے لگا رہے اور مخلوق کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے نیاز رہے۔

رمی جمار انسانوں کو ایسے ب دشمن کی یاد دلاتی ہے جو ان کی گھات میں لگا ہوا ہے اور انہیں جہنم کی طرف بلا رہا ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ لَكُمۡ عَدُوّٞ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّاۚ
إِنَّمَا يَدۡعُواْ حِزۡبَهُۥ لِيَكُونُواْ مِنۡ أَصۡحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ﴾

"یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، لہذا اسے دشمن جانو وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں"۔[فاطر: 6]

لہذا واجبات میں کوتاہی یا معصیات میں واقع ہونے سے بچ کر رہو، کیوں کہ ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔

نیز یہ بھی جان لو کہ حج کے لمحات بڑے قیمتی اور بیش بہا ہیں، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡدُودَٰتٖ﴾

"اور گنتی کے چند ایام اللہ کا ذکر کرو"۔[البقرۃ: 203]

لہذا ان ایام میں ہر خیر و بھلائی اور قربت کے اعمال کی طرف سبقت کرو، جیسے: ذکر، استغفار، تکبیر اور تلاوت قرآن۔ اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٖ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ وَٱذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمۡ﴾

"جب تم عرفات سے لوٹو تو مسجد حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے"۔[البقرة: 198]

اور حج مکمل ہو جانے کے بعد اللہ رب العالمین کی ہدایت پر اس کی حمد بیان کرو اور اس کی عبادت پر اس کا شکر بجالاؤ:

﴿فَإِذَا قَضَيۡتُم مَّنَٰسِكَكُمۡ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَذِكۡرِكُمۡ ءَابَآءَكُمۡ أَوۡ أَشَدَّ ذِكۡرٗا﴾

"پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔[البقرة: 200]

دوران حج بھی: استغفار اور رجوع الی اللہ کا معاملہ کرو، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنۡ حَيۡثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسۡتَغۡفِرُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾

"پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔[البقرة: 199]

ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "استغفار بڑی نیکیوں میں سے ایک ہے، اس کا باب بڑا وسیع ہے، لہذا جسے اپنے قول و عمل یا اپنے احوال اور رزق کے معاملات میں کمی محسوس ہو یا دل پھر جائے، تو اسے توحید و استغفار کا التزام کرنا چاہیے، کیوں کہ ان دونوں میں شفا ہے بشرطیکہ وہ صدق و اخلاص کے ساتھ کئے گئے ہوں"۔

حج میں ہر شخص کا معاملہ اس کے مقاصد کی بنا پر کیا جاتا ہے، بعض ان میں جلد فنا ہونے والی دنیا کے

طالب ہوتے ہیں جبکہ بعض اللہ کی رضااور آخرت کی طلب میں ہوتے ہیں، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿فَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا وَمَا لَهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنْ خَلَٰقٍ﴾

"بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں۔[البقرة: 200]

توفیق یافتہ بندہ وہی ہے جس نے نیک اور خالص نیت کے ساتھ حج کیا، اور حلال مال خرچ کیا، اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے معطر کیا، اور عبادت کے ساتھ ساتھ حسن سلوک اور مخلوق کو نفع پہنچایا، لہذا تم اپنے حج میں اسی طرح سے کرو اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرو اور اعمال صالحہ کے لئے کوشاں رہو، اور اپنے رب کی جنتوں کی طرف سبقت کرو۔

أعوذ باللّٰه من الشّيطان الرَّجيم

﴿ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا۟ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ ٱللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا۟ فَإِنَّ خَيْرَ ٱلزَّادِ ٱلتَّقْوَىٰ ۚ وَٱتَّقُونِ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ﴾

"حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے تم جو نیکی کروگے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو"۔[البقرة: 197]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد، مسلمانو!

تمہارے اوپر دس مبارک دن سایہ فگن ہیں جن میں اعمال صالحہ کی فضیلت بڑھ جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔" یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر جو کوئی شخص اپنی جان ومال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو"۔ (سنن ابوداود)۔

لہذا ان ایام میں تکبیر اور حمد و ثنا بیان بکثرت بیان کرو، نیز تلاوت قرآن، صلہ رحمی، صدقہ، والدین کے ساتھ حسن سلوک، لوگوں کی ضروریات پوری کرنا اور دیگر نیکیاں بھی بکثرت انجام دینا مطلوب ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "ذوالحجہ کے دس دن رمضان کے دس دنوں سے افضل ہیں، اور رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں ذوالحجہ کی دس راتوں سے افضل ہیں"۔

نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دس دنوں میں لوگوں کے درمیان تکبیر کہنے کی سنت کو زندہ کیا کرتے تھے، "چنانچہ ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ان دس دنوں بازار نکلتے اور اور تکبیر کہتے، پھر لوگ ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے"، (صحیح بخاری)۔

اور خیر کا تسلسل اس عشرے میں عید الاضحی کے دن سے لے کر ایام التشریق کے آخر تک قربانی

کی شکل میں ہوتا رہتا ہے، "نبی ﷺ نے سینگوں والے دو سیاہ سفید مینڈھوں کی قربانی دی۔ آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، بسم الله، الله أکبر پڑھا"۔(متفق علیہ)۔

سب سے افضل قربانی وہ ہے جو قیمت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ اور اور قربانی کرنے والے کے نزدیک سب سے بہتر ہو، ایک بکری ایک شخص اور اس کے پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہو جائے گی، اور قربانی کرنے والے پر بال، ناخن اور جلد کاٹنا قربانی کرنے تک حرام ہے، قربانی کے ذریعہ کسی انسان کو خوشی پہنچاؤ، خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ اور صدقہ کرو، نیز صدقہ دینے کے لئے فقرا کو تلاش کرو اور اس میں اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو تحفے دو، اور اپنی عید کو اپنے خالق کے کے غضب سے محفوظ رکھو، حاجیوں کی دعاؤں میں اور تہلیل و تکبیر میں شرکت کرو۔

جو شخص اپنے ملک میں ٹھہر ارہا اور حجاج مناسک کی ادائیگی کے لئے نکل گئے، تو ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مشروع ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادے گا"۔(صحیح مسلم)۔

لهذا عبادت کا موسم گزرنے سے قبل اسے غنیمت جانو، کیوں کہ زندگی بڑی غنیمت والی شے ہے اور گنتی کے چند ایام ہیں، اور عمریں بہت تھوڑی ہیں۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

حج کے مقاصد (1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتاہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندوں! اللہ کا کماحقہ تقوی اختیار کرو اور اسلام کے مضبوط کڑا کو لازم پکڑو۔

مسلمانو!

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کو نیکیوں کے موسم سے مسلسل نوازتا رہتا ہے، تاکہ ان کے میل کچیل صاف ہوتے رہیں، اور اس کے ذریعہ ان کے درجات بلند ہوتے رہیں، نیز یہ اسلام کے ارکان میں ایک ایسا رکن ہے کہ جن ایام میں اسے انجام دیا جاتا ہے ان ایام کی اللہ رب العالمین نے قسم کھائی ہے:

﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾

"اور دس راتوں کی قسم ہے"۔[الفجر: 2]

اور اس جگہ کی بھی قسم کھائی جہاں یہ عمل کیا جاتا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿لَآ أُقْسِمُ بِهَٰذَا ٱلْبَلَدِ﴾

"نہیں! قسم ہے اس شہر کی"۔[البلد: 1]

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ٦ ذی الحجہ، سن ١٤٣٣ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یہ قسم اللہ رب العالمین نے شہر مکہ کے تعلق سے کھائی ہے، اس حال میں کہ اس میں چلنے والا وہاں سکونت پذیر ہے، تاکہ حالت احرام میں اس شہر کی قدر و منزلت اور عظمت پر تنبیہ کی جائے"، اور یہ افضل اعمال میں سے ہے: "نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: "کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔'' سوال کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' پوچھا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''وہ حج جو قبول ہو"۔ (متفق علیہ)۔

ابن بطال رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "جب اسلام غالب ہو اور ہر جگہ پھیل جائے اور مسلمانوں کے اوپر جہاد فرض کفایہ بن جائے تو ایسے وقت میں حج زیادہ افضل ہے"۔

حج کے ایام میں سے ایک دن اللہ رب العالمین حجاج بیت اللہ کے ذریعہ اہل سماوات کے درمیان فخر کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں کی بناء پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"۔ (صحیح مسلم)۔

اس کی ادائیگی سے گناہ اور برائیاں دھلتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے اس گھر کا حج کیا، اس دوران میں بیوی سے جماع نہ کیا اور نہ گناہ ہی کی کوئی بات کی وہ اس طرح واپس ہو گا جیسے ابھی اس کی ماں نے اسے پیدا کیا ہو"۔ (متفق علیہ)۔

ابن حجر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "اس سے مراد یہ ہے کہ: چھوٹے، بڑے اور دوسرے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے"، حج کے ذریعہ گناہ اور گناہوں کا بوجھ ختم ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تھے؟ اور ہجرت ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو اس (ہجرت) سے پہلے کیے گئے تھے، اور حج ان سب گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تھے۔ (صحیح مسلم)۔ امام نووی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "یعنی: گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے آثار مٹا دیتا ہے"۔

حج ایک ایسا رکن ہے جو عبرت و موعظت سے بھرا ہوا ہے، اس میں سب عظیم مقصد کا بیان ہے:

اللہ کی توحید اور اسے عبادت میں ایک جاننا، چنانچہ اس میں داخل ہوتے ہی توحید کا اعلان اور شرک سے برات لکا اظہار کیا جاتا ہے: "حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں"، توحید کے اظہار اور شرک سے برات کے اعلان کی خاطر ہی کعبہ کی بناڈالی گئی:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

"جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا"۔[الحج: 26]

اور جب اس مقام پر توحید غالب ہو گیا تو امن وامان قائم ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾

"اور جب ہم نے بیت اللہ کو ٹھہرنے اور امن وامان کی جگہ بنادیا"۔[البقرة: 125]

حج میں ایمان بالرسل کا مظہر بھی نمایاں ہوتا ہے اور ان کی محبت کی تجدید ہوتی ہے، چنانچہ نحر، رمی اور طواف ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

دعا عبادت ہے اور حجاج کی دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے، ابراہیم خلیل اللہ کی قبولیت عمل، اسلام پر ثبات، حج کے تعلق سے ان کا خواب ہے، نیز یہ کہ مکہ میں ایک ایسے رسول کو مبعوث کیا جائے جو ان لوگوں کو اللہ کی آیات تلاوت کر کے سنائے اور انہیں کتاب وسنت کا علم سکھائے، اور یہ کہ مکہ پر امن شہر بن جائے اور اس میں ہمیشہ رزق موجود ہو، لوگ اس کی طرف آتے رہیں، اور وہ خود اور ان کی ذریت بتوں کی عبادت سے محفوظ رہے، نیز یہ انہیں اور ان کی ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنائے، اور ان کا اپنے لئے اور مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا، سبھی دعائیں بیت اللہ الحرام کے پاس ہی مانگی تھی۔

نبی اکرم ﷺ سے ان کے حج کے دوران مختلف مقامات پر مختلف دعائیں وارد ہوئی ہیں، جیسے: یوم عرفہ، صفااور مروہ، حجاج کو چاہیے کہ انبیاکرام کی اتباع میں بکثرت دعائیں کرنی چاہیے۔

توکل علی اللہ عبادت کے دوارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے بنایا تھا:

﴿رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ﴾

"اے میرے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے"۔[إبراهيم: 37]

چنانچہ لوگوں نے اس توکل کا ثمرہ بھی دیکھا:"

﴿فَٱجۡعَلۡ أَفۡـِٔدَةً مِّنَ ٱلنَّاسِ تَهۡوِيٓ إِلَيۡهِمۡ﴾

پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے"۔[إبراهيم: 37]

اور مخلوق کا ایک جگہ جمع ہونا اس امت کے فضل اور اس دین کی عظمت کے بارے تذکیر کرنی ہے۔حج میں ولاء اور براء کے عقیدے کی توثیق ہے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب τ کو حکم دیا کہ وہ موسم حج میں یہ ندا لگادیں: "اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے"، (صحیح بخاری)۔

نیز اس میں کفار کی جاہلیت والی عبادت سے مخالفت بھی ہے، جیسے کہ تلبیہ، مزدلفہ سے نکلنے کا وقت، حج کی تکمیل کے بعد اللہ واحد کا بکثرت ذکر، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "مشرکین کی مخالفت اور بالخصوص عبادات میں ان کی مخالفت پر حکم شرعی ثابت ہو گیا"۔

حج سب سے طویل اور دقیق بدنی عبادت ہے، حج میں مختلف اقسام کی عبادات کی جاتی ہیں، جیسے: تلبیہ، طواف، سعی، مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کو کنکری مارنا، حلق کروانا، قربانی کرنا، نیز اس میں شعائر کی تعظیم اور عبودیت کی تکمیل دل کے تقویٰ کی دلیل ہے، ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "عبادت کی روح: تعظیم اور محبت ہے، اگر دونوں میں سے ایک نہ رہا تو عبادت فاسد ہو جاتی ہے"۔

حج میں اطاعت کے امور کے تیئں نفس کو صبر کرنے اوراس پر جمے رہنے پر ابھارنا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہانے کہا: "ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد بڑاافضل عمل ہے، کیاہم جہاد نہیں کریں گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم لوگوں کے لئے افضل جہاد ہے: (یعنی) حج مبرور"۔(صحیح بخاری)۔

حکم الٰہی کی تعمیل میں فریضہ حج کے لئے لبیک کہنا- گرچہ ہمیں عمل کی کوئی حکمت سمجھ نہ آتی ہو- اللہ کے حکموں کے سامنے واجبی طور سے سر تسلیم خم کرنے کے حکم میں آتا ہے، اللہ رب العالمین نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جبکہ وہ بے آب وگیاہ وادی میں تھے:

﴿وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا﴾

"اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان کردیں وہ آپ کے پاس پیدل آئیں گے"۔[الحج: 27]

چنانچہ انہوں نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حج کا اعلان کیا،اور لوگ بیت اللہ الحرام کی اُور شوق طلب میں آنے لگے، حالت کچھ یوں تھی کہ سفر میں مال خرچ ہو رہا ہے مگر دل میں خوشیوں کا طوفان ہے، ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو دیدار کعبہ کی تڑپ نہ رکھتا ہو،لوگ ہر مقام اور ہر ملک سے وہاں آتے رہتے ہیں"۔

ایک ایسا رکن ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے حکموں کی تعمیل ہوتی ہے، عمر بن خطاب τ حجر اسود کے تعلق سے فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نفع و نقصان کا مالک نہیں،اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا نہ ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا"۔(متفق علیہ)۔

عبادات کی بنیاد اتباع پر ہے جس میں بدعات کی کوئی گنجائش نہیں، لہذا طواف اور سعی کے سات چکر ہیں،اور عدد مذکور کی حکمت اہل عقل سے مخفی ہے،اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو"،(صحیح مسلم)۔ نیز یہ کہ اللہ رب العالمین نے صرف خانہ کعبہ کے طواف کی ہی اجازت دی ہے،اس کے علاوہ کسی اور مقام کا طواف ہلاکت ہے۔

ایک مسلمان کے نزدیک وقت بڑی قیمتی شے ہے، حج میں ہر دن ایک نئی قسم کی عبادت ہے جو دوسری عبادت سے مختلف ہوتی ہے، اوران میں سے ہر ایک کے لئے ایک مقررہ وقت ہوتا ہے، جوں ہی وقت ختم ہو عبادت قضا ہو جاتی ہے، چنانچہ عرفہ سے واپسی سورج غروب ہونے کے بعد ہے، اور مزدلفہ میں رات گزارنے کا وقت سورج نکلتے ہی ختم ہو جاتا ہے، سلے ہوئے کپڑے پہننے سے اجتناب کرنا موت کے کفن کی یاد دلاتا ہے اور اللہ نے آیات حج کے آخر میں فرمایا:

﴿وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّكُمۡ إِلَيۡهِ تُحۡشَرُونَ﴾

"اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ تم سب اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے"، (محشر کی) یاد دلانے کی غرض سے۔[البقرة: 203]

لوگوں کے درجات میں فرق تقویٰ کی بنا پر کیا جاتا ہے، اور انہیں حج میں حاصل کرنا بڑے غنیمت کی بات ہے:

﴿وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيۡرَ ٱلزَّادِ ٱلتَّقۡوَىٰ﴾

"اور زادراہ لو، کیوں کہ بہترین زادراہ تقوی ہے"۔[البقرة: 197]

دل اللہ کے ذکر سے زندگی پاتے ہیں، اور اللہ رب العالمین نے حج کے ایام میں کثرت ذکر کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡدُودَٰتٖ﴾

"اور گنتی کے چند ایام اللہ کا ذکر کرو"۔[البقرة: 203]

نیز ان مقامات کی تخصیص بھی کی جن میں بکثرت اللہ کا ذکر کرنا ہے، فرمایا:

﴿فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٖ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ وَٱذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمۡ﴾

"جب تم عرفات سے لوٹو تو مسجد حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے"۔[البقرة: 198]

نیز فرمایا:

﴿ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُواْ ٱللَّهَ﴾

"پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو"۔[البقرة: 199]

حج سے فراغت کے بعد بھی اللہ نے کثرت کے ساتھ اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَٰسِكَكُمْ فَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ كَذِكْرِكُمْ ءَابَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾

"پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباؤاجداد کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔[البقرة: 200]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بیت اللہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا، یہ سب اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہیں"۔(مسند احمد)۔

حج میں صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ کا بیج دل میں بویا جاتا ہے اور ہر خیر کی طرف راہنمائی کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ ٱللَّهُ﴾

"جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے تم جو نیکی کروگے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے"۔[البقرة: 197]

حج میں اخوت کے معالم کے ترسیخ ہوتی ہے نیز دینی اور دنیوی منافع کا تبادلہ بھی ہوتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لِّيَشۡهَدُواْ مَنَٰفِعَ لَهُمۡ﴾

"تاکہ اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں"۔[الحج: 28]

امام قرطبیؒ رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: "ان کے فائدے جیسے: حج، تجارت، مغفرت اور دنیوی واخروی فوائد"، حج کے شعائر میں معاشرے میں الفت و محبت اور اجتماع کی بھی تلقین ہے، اللہ سبحانہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَكُلُواْ مِنۡهَا وَأَطۡعِمُواْ ٱلۡبَآئِسَ ٱلۡفَقِيرَ﴾

"لہذا اس میں سے خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ"۔[الحج: 28]

اس کے بعد، مسلمانو!

حج کا ثمرہ نعمتوں والی جنت کی کامیابی کی شکل میں ملے گا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "حج مبرور کی جزا صرف جنت ہی ہے"، (متفق علیہ)۔

لہذا اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے بیت اللہ الحرام کا حج اخلاص وللٰہیت کے ساتھ کیا، ساتھ ہی حج میں نبی اکرم ﷺ کی متابعت بھی لازم پکڑی اور اللہ کے ثواب اور آخرت کی کامیابی کا یقین بھی رکھا۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنَّٰتُ ٱلۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا﴾

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے یقیناً ان کے لئے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے"۔[الکھف: 107]

اللہ مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔!!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے،اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے،اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود وسلام نازل ہو۔

مسلمانو!

اللہ عزوجل اپنے بندوں پر مہربان ہے، چنانچہ جو حج بیت اللہ کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے لئے ان دس دنوں میں حجاج کے ساتھ ذکر وتکبیر میں مشارکت مشروع کیا، نیز غیر حجاج کے لئے یوم عرفہ کے روزے میں گناہوں کی معافی ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادے گا"۔(صحیح مسلم)۔

مسلمانوں کے ایام خوشی اور مسرت کے ایام ہوتے ہیں،اللہ رب العالمین نے دو اہم رکن کی ادائیگی کے بعد اس امت کی خوشی کے اظہار کے لئے عبادت مشروع کی، چنانچہ رمضان کے روزوں کے بعد ایک عید آتی اور دوسری عید یوم عرفہ کے بعد آتی ہے،اللہ رب العالمین نے ان دونوں دنوں میں کھانا پینا اور ذکر واذکار کرنا مشروع قرار دیا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "ایام تشریق، کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے ایام ہیں"۔(صحیح مسلم)۔

اور ذکر الٰہی کا درجہ تب اور بڑھ جاتا ہے جب لوگ اپنی خوشیوں میں مشغول ہو کر اس سے غافل ہوں، یا اپنے دکھوں سے رنجور ہو کر اس میں مصروف ہوں، عید کا بہترین دن وہ ہے جس میں اللہ کا بکثرت ذکر کیا جائے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!!

حج: سب سے طویل بدنی عبادت ہے[1]

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور باطن میں اور اپنی سرگوشیوں میں اس کی نگہبانی کا خیال کرو۔

مسلمانو!

اللہ سبحانہ تعالی غنی وقوی ہے، اور اس کے سوا جو بھی ہے سب اس کے محتاج ہیں، چنانچہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ ان کی کثرت چاہتا ہے یا اپنی جلالت شان بڑھانا چاہتا ہے، بلکہ انہیں ایک عظیم حکمت کے تحت پیدا کیا، اور وہ ہے: کہ تمام مخلوق اس کی عبادت کرے اور اس رب کی عبادت کرکے سعادت مندی حاصل کریں۔

نیز اپنے فضل اور مخلوق کے تئیں اپنی رحمت کے سبب ان کے لئے ایسے ایسے اعمال مشروع کیے جن کے ذریعہ وہ رب کا تقرب حاصل کریں، تاکہ ان کا اجر بڑھ جائے اور ان کی ضروریات کی تکمیل کی جائے، نیز اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے درمیان درجہ بندی کی ہے، چنانچہ توحید کی پختگی، اس کے مطابق عمل اور اس کے نواقض سے اجتناب کو اپنا محبوب اور بہترین عمل بنایا، اور قول کے ذریعہ اس کی

---

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ١ ذی الحجہ، سن ١٤٣٢ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

ادائیگی کو سب سے پاکیزہ قول قرار دیا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "چار کلمات اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ"۔ (صحیح مسلم)، بلکہ اللہ سبحانہ تعالی نے توحید کو کسی بھی نیک عمل کے قبول کے لئے بنیادی شرط کا درجہ دے دیا، اور اگر یہ شرط ختم ہوگئی تو بندے کا عمل غیر مفید اور مردود ہے، اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا"۔[الزمر: 65]

اساس دین کی تحقیق اور بندے کے اقوال و اعمال میں اس کے اظہار کی غرض سے اللہ رب العالمین نے امور اطاعت اور اعمال صالحہ کے مختلف انواع بنائے ہیں تاکہ ہر آن رب کی تعظیم بیان کی جاتی رہے، چنانچہ ایک موسم ختم بھی نہیں ہوتا کہ دوسرا موسم شروع ہو جاتا ہے جس میں رب کی توحید اس کے سامنے انکساری کا اظہار کیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ تعالی نے سب سے طویل بدنی عبادت مشروع کی جس میں لوگ عبادت میں اللہ کی وحدانیت کا مسلسل اظہار کر رہے ہوتے ہیں اور اس کا بھی کہ اس کے ماسوا سب کی عبادت باطل ہے، اور تاکہ ان کے جسم اور مال پاک ہو جائیں اور ان کے دل و دہن بھی پاک و صاف ہو جائیں، لہذا جس نے اس کی ادائیگی اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کی اس کے اعمال کا صحیفہ میل کچیل اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جو شخص (اللہ) کے اس گھر میں آیا، نہ کوئی فحش گوئی کی اور نہ گناہ کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر) اس طرح لوٹے گا جس طرح اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا"۔ (متفق علیہ)۔

حجاج کرام اس عبادت میں اپنے رب کے عطیات کو حاصل کرنے کے لئے ایک عظیم جگہ ہوتے ہیں، اور ایک ایسے دن میں جس دن رب رحیم سب سے زیادہ جہنم سے لوگوں کو آزاد کرتا ہے، نبی اکرم

ﷺ فرماتے ہیں: "کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں کی بناء پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"۔ (صحیح مسلم)، اور جو شخص حرام کردہ امور سے اپنے حج کی حفاظت کرتا ہے اللہ نے اس سے جنت کا وعدہ کیا ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے"۔ (متفق علیہ)۔

حج دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جو منافع اور عبرت و نصیحت سے پُر ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سب سے پاک اور شرف والے مقام پر اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، تاکہ عمل اور مکان دونوں کا شرف حاصل ہو، اس جگہ ابراہیم خلیل نے اللہ کا گھر تعمیر کیا اور اس کی بنیاد تقویٰ اور اخلاص پر رکھی، اور اللہ رب العالمین نے ابراہیم علیہ السلام کی اس تعمیر کو باقی رکھا تاکہ بندے یہ دیکھیں کہ جو عمل خالص لوجہ اللہ کیا گیا ہو صرف اسی کو بقا اور دوام حاصل ہے، اور حجاج کرام اپنی عبادتوں کا آغاز اللہ کی وحدانیت اور اس کے سوا کسی اور معبود سے براءت کے اظہار کے ذریعہ کرتے ہیں: "حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

نبی اکرم ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی بغیر ان کی اطاعت اور ان کی پیروی کے مکمل نہیں ہو سکتی، حجر اسود کو بوسہ دینا اطاعت اور اتباع نبوی کے باب میں ایک نمونہ ہے، چنانچہ اس کا بوسہ دینا اتباع ہے، پتھر سے تبرک حاصل کرنے کے لئے نہیں، کیوں کہ وہ نفع و نقصان نہیں دے سکتا، عمر بن خطاب τ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر کہا: "اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نفع و نقصان کا مالک نہیں، اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا نہ ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا"۔ (متفق علیہ)۔

احرام کو بطور لباس پہننے میں اپنے نفس کو ہوائے نفس کی مخالفت کی دعوت دینی ہے، لہذا نہ کوئی سلا ہوا کپڑا پہننا ہے، نہ خوشبو چھونا ہے، نہ ناخن کاٹنا ہے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دینا ہے۔

حجر اسود کا سیاہ رنگت والا ہونا بندوں کو گناہوں کے سنگین نتائج کی یاد دہانی کرانا ہے کہ جمادات پر

کس طرح (گناہ) اثر انداز ہوتے ہیں، نیز دل پر اس کے بڑے خطرناک اثر (سے متنبہ کرنا ہے)۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "حجر اسود جنت سے اترا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن اسے بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا"۔ (سنن ترمذی)۔

نیز یہ کہ حجاج کرام گناہ گار پر گناہ کے اثرات کا مشاہدہ کرتے ہیں، چنانچہ ابلیس تین بار ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا تا کہ انہیں حکم الٰہی کی بجاآوری سے -جو کہ اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کی صورت میں تھا- روک سکے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تذلیل کرتے ہوئے اور اس سے عداوت کا اظہار کرتے ہوئے اسے پتھر سے مارا، اور ابلیس کا بار بار ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کرنا ہمارے لئے اللہ کی جانب سے یہ یاد دلانا ہے کہ ابلیس بنی آدم کو بار بار اور مختلف مقامات پر آ آکر وسوسے ڈالتا رہے گا۔

حج اس بات کی خبر دینا ہے کہ اسلام ہی دین حق ہے، لہذا تم پوری دنیا کے مختلف گوشوں سے الگ الگ رنگ و نسل اور الگ الگ ملک کے لوگوں کو ایک ساتھ ایک جگہ اکٹھا صرف حج میں ہی دیکھو گے، اور اس میں اسلام کی عظمت کی دلیل ہے۔

نیز حج میں ربوبیت کے مفاہیم میں سے ایک مفہوم کا اظہار ہے، اور وہ یہ کہ بندوں کے دلوں کو اللہ جس طرح چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، چنانچہ حجاج وغیرہ یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور اللہ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

نیز اس رکن کی ادائیگی میں ایک عبادت کے بعد دوسری عبادت کے انتظام کا مشاہدہ بھی کیا گیا، اور عمل کرنے اور وقت کی پابندی کی اہمیت کا بھی پتہ چلا، چنانچہ ایک عبادت رات کے وقت ہے جیسے مزدلفہ مین رات گزارنا، اور دوسری دن کے وقت ہے جیسے وقوف عرفہ، ایک عبادت کا تعلق زبان سے ہے جیسے کہ تکبیر اور تلبیہ، تو دوسری عبادت کا تعلق اعضاء وجوارح سے ہے جیسے کہ رمی جمرہ اور طواف، اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کی پوری زندگی اللہ کی خاطر وقف ہے۔

اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے، اور اس خاتمے کا اثر قیامت کے دن نظر آئے گا، چنانچہ صدقہ کرنے والا قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا، اور اپنے فیصلوں میں عدل سے کرنے والا رحمن کے

دائیں جانب منبروں پر ہو گا،اور جس کی وفات حالت احرام میں ہوئی وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

انسان پر واجب ہے کہ جب کسی دن کا فجر طلوع ہو تو اسے اپنی عمر کا اختتام سمجھے،اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ: "دنیا میں اس طرح سے رہو جیسے کہ تم اجنبی ہو یا مسافر ہو"،(صحیح بخاری)۔اور جس نے اپنا دل اللہ سے اور آخرت سے لگایا،اپنی آرزوئیں دنیا میں کم رکھی اور تقویٰ کو اپنا زادراہ بنایا تو وہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوا۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿ وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ * لِّيَشْهَدُوا۟ مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۖ فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْبَآئِسَ ٱلْفَقِيرَ ﴾

"اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے،اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ"۔[الحج: 27-28]

اللہ رب العالمین مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہر قسم کی تعریفیں اسی کے لیے ہے، اس کی توفیق اور احسان مندی پر اس کا شکر ہے، اور میں رب کی عظمت شان کا اظہار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر بے شمار درود و سلام نازل ہو۔

مسلمانو!

اللہ نے کچھ مقامات کو شرف اور فضیلتوں کے ساتھ خاص کیا ہے، اور اس نے پورے سال میں سے کچھ ایسے اوقات چنے ہیں جن میں اعمال کا تزکیہ ہوتا ہے اور بڑھتا ہے، چنانچہ مہینوں میں سے حج اور رمضان کے مہینوں کو خاص کیا ہے اور رات و دن میں سے رمضان کے آخری عشرے اور ذوالحجہ کے دس دنوں کو مخصوص کیا ہے، نیز ذوالحجہ کے دس دن رمضان کے آخری عشرے کے دس دنوں کے مقابلے میں زیادہ افضل ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "جو عمل ان (دس) دنوں میں کیا جائے، اس کے مقابلے میں دوسرے دنوں کا کوئی عمل افضل نہیں ہے۔" لوگوں نے عرض کیا: کیا جہاد بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ نے فرمایا: "جہاد بھی ان کے برابر نہیں سوائے اس شخص کے جس نے اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالا اور کوئی چیز واپس لے کر نہ لوٹا"۔ (صحیح بخاری)۔

ان ایام میں کئے جانے والے نیک اعمال میں سے ایک والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی، صدقہ، روزہ، ذکر، تلاوت قرآن، کسی سے پریشانی دور کر دینا اور تکبیر کہنا بلکہ زیادہ سے زیادہ ان اعمال کو کرنا مطلوب ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بازاروں میں تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

ایامِ حج(1)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان پر اور ان کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور بے شمار سلامتی نازل ہو۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! کما حقہ اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور اللہ سے تمسک کرو کیوں کہ جس نے اس کے امید کی رسی مضبوطی سے تھام لی اسے اللہ رب العالمین توفیق وہدایت سے نوازتا ہے اور جو اس کی پناہ میں آگیا وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے (ہر شر سے) بچاتا ہے۔

مسلمانو!

امن کی بہار میں آرزؤں کی تکمیل ہے، اور بلد امین (مکہ مکرمہ) میں نیکوکاروں کے نفوس کو رفعت ملتی ہے، اور غیر مکدر شب وروز کی نعمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، بیت اللہ کے قریب خائف شخص بھی مطمئن رہتا ہے:

﴿وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا﴾

اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ مامون ہو گیا"۔[آل عمران: 27]

خانہ کعبہ کی تقدیس اس سے کہیں بڑھ کر ہے، چنانچہ وہ حرم ہے جس میں کسی پرندے کا شکار نہیں

(1) مذکورہ خطبہ؛ بروز جمعہ، ۹ ذی الحجہ، سن ۱۴۱۹ھ کو مسجد نبوی میں دیا گیا۔

کیا جائے گا، اور نہ ہی کسی جانور کو بھگایا جائے گا، نہ کوئی پودا کاٹا جائے اور نہ ہی کوئی لقطہ اٹھایا جائے گا، سوائے اس شخص کے جو اس کا اعلان کرنا چاہتا ہے۔

معزز گھر دین حنیف کی دائمی علامت ہے، اور حجاج بیت اللہ کے قصد کرنے کی جگہ ہے، اس کی اساس اخلاص پر قائم ہے، اور اس کی عمارت خشیت و تقوی پر بنائی گئی ہے، ایک نبی کے ہاتھوں اور ایک دوسرے نبی کی شراکت سے اس کی تعمیر عمل میں آئی، اور دونوں جس وقت اس معزز گھر میں تعمیر میں لگے تھے، یہ خوف کھا رہے تھے کہ کہیں ان کا عمل غیر مقبول نہ ہو جائے، چنانچہ وہ دونوں اللہ کی پناہ میں آئے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾

"اے ہمارے رب! ہمارے عمل کو قبول کر، بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے"۔[البقرة: 127]

چنانچہ بیت اللہ ایک بلند و بالا اور مضبوط اساس والی ایک عمارت ہو گئی، جو تا قیامت اللہ کے حفظ وامان میں ہے، نسل در نسل اس کا حج کرتی رہے گی اور مسلمان اس کے صحن میں پہنچنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے رہیں گے۔

اس کے صحن میں امن وسکون ہے اور اس کے آس پاس خیر و ثمرات ہیں:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا ءَامِنًا يُجْبَىٰٓ إِلَيْهِ ثَمَرَٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

"کیا ہم نے انہیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی؟ جہاں تمام چیزوں کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس بطور رزق کے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے"۔[القصص: 57]

بیت اللہ کے پاس انسان کی روح پاکیزہ ہوتی ہے اور دل نرم ہوتے ہیں، یہی وہ قبلہ ہے جس کی طرف مسلمان اپنا رخ کرتے ہیں اور اسی کے گرد صفیں لگاتے ہیں، وہاں ایک ایسا جھنڈا پاتے ہیں جس کے سائے میں وہ آرام کرتے ہیں، اور اس کی معیت میں چلتے ہیں، یقینا یہ ایمان کا جھنڈا ہے جس کے سائے تلے

رنگ ونسل اور زبان وملک کا فرق مٹ جاتا ہے، اتحاد کی قوت اور یکجہتی کا ثمرہ پاتے ہیں، اس عظیم اجتماع کا سبب ابراہیم خلیل علیہ السلام کی پکار ہے: ﴿وَأَذِّن فِي ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ "اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے"۔

اس اجتماع کا مقصد: نیت وعمل کو اللہ کے لئے خالص کرنا ہے۔

مسلمانو!

حج اسلام کا عظیم اجتماع ہے، جس میں تمام مسلمان ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کی بنیاد پر ملاقات کرتے ہیں، اور ہمیشہ مسلمانوں کا دل خانہ کعبہ کی طرف لگا رہے گا اور اسے دیکھنے کا اور اس کے طواف اور اعتکاف کا شوق ان کے دل میں ہمیشہ ہوگا۔

ماضی کے واقعات جمع کرو، تمہیں ابراہیم علیہ السلام یاد آئیں گے جو اسماعیل کو اور ان کی والدہ کو خانہ کعبہ کے قریب الوداع کہتے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں، اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس سے دعا کرنے میں لگ جاتے ہیں:

﴿رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ﴾

"اے میرے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے"۔[إبراهيم: 37]

تمہیں حضرت ہاجرہ علیہا السلام بھی یاد آئیں گی جو اپنے اور اپنے شیر خوار بچے کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان وادی میں دوڑ کر پانی تلاش کر رہی تھیں، انہیں پیاس نے نڈھال کر رکھا تھا اور کمزوری سے تھک چکی تھیں نیز اپنے بچے پر خوف کھاتے ہوئے بے حال تھیں، اس دشوار کن وقت میں بھی انہوں نے کسی بت یا مورتی یا پتھر کا وسیلہ لیتے ہوئے التجا نہیں کی بلکہ اللہ واحد کی پناہ میں آئیں، چنانچہ پانی شیر خوار

بچے کے سامنے فوارے کی شکل میں نکلنے لگا، یہی زمزم کا پانی تھا،- اللہ پر توکل کا انعام- لق ودق اور قحط زدہ صحرا میں رحمت اور خیر وبرکت کا چشمہ :

﴿وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓۚ﴾

"اور جو اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کے لئے کافی ہے"-[الطلاق: 3]

نیز ہاجرہ علیہا السلام کی سعی میں: دعا اور توکل علی اللہ کی اہمیت کا بیان ہے، اللہ کی رحمت اور اس کی توفیق کے سائے میں اس سعی کو زندگی میں کی جانے والی ہر سعی سے مرتبط کریں، خواہ وہ صفا مروہ کی سعی ہو یا زندگی کے دوسری مشکلات سے نکلنے کی سعی۔

حجاج کے ذہنوں میں دوسرے واقعات وحوادث سامنے آتے ہیں، چنانچہ وہ رسول ہدیٰ، نبی رحمت محمد ﷺ کو یاد کرتا ہے، جبکہ وہ بطحا میں یتیمی کی حالت میں اپنے بچپن کے ایام گزار رہے تھے، بیت اللہ کے قریب اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے، پھر یکایک اللہ انہیں دائمی رسالت سے نواز کر انہیں سربلندی عطا کرتا ہے، اس کے سبب وہ بہت ساری اذیتیں اور استہزا بھی برداشت کرتے ہیں، پھر مدینے کی طرف ہجرت فرماتے ہیں، اور اسلام کے قوت وشوکت کی جستجو کرتے ہیں، پھر مکہ لوٹتے ہیں اور حجۃ الوداع میں لوگوں کے قائد ہوتے ہیں، ان کے ساتھی انہیں ہر طرف سے گھیرے میں لئے ہوتے ہیں، اور اس طرح اللہ رب العالمین کا اپنے انبیا اور ان کے متبعین کو کیا ہوا وعدہ سچا ہو جاتا ہے:

﴿إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيَوۡمَ يَقُومُ ٱلۡأَشۡهَٰدُ﴾

"یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہونگے"-[غافر: 51]

حج میں دل ہر قسم کی خواہشات نفسانی اور دوسرے امور سے خالص ہو جاتا ہے، اور نفس کو اللہ کی بندگی اور غلامی میں سونپ دینے میں گناہوں اور معاصی سے براءت ہے اور نجات ہے نیز جہنم سے

چھٹکارااور جنت کے حصول کی کامیابی ہے،اس میں رنگ و نسل اور زبان کا فرق مٹ جاتا ہے،اور تقویٰ کا میزان ثابت ہو جاتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡ﴾

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے"۔[الحجرات: 13]

حج میں عبادت و نسک ہے، اطاعت و انکساری ہے، مجاہدہ اور صبر ہے، شکر و تلبیہ ہے اور سکون و وقار ہے،اس میں عبادات کی مختلف اقسام ہیں اور تقرب الی اللہ کے مختلف ذرائع ہیں، چنانچہ حجاج اللہ کے ذکر میں ہوتے ہیں:

﴿فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٖ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ وَٱذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمۡ﴾

"جب تم عرفات سے لوٹو تو مسجد حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے"۔[البقرة: 198]

اس میں استغفار ہے:

﴿ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنۡ حَيۡثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسۡتَغۡفِرُواْ ٱللَّهَ﴾

"پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو"۔[البقرة: 199]

اللہ کا ذکر ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کھڑے ہوں، سفر کریں، کسی وادی میں اتریں یا کہیں چڑھیں،اور حاجیوں کا شرف اس میں ہے: "اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

عرفہ کے روشن دن میں زمین حجاج کے آنے کی گواہی دیتی ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں اور جہاں غلطیوں کی تلافی ہوتی ہے اور گناہ مٹائے جاتے ہیں، عرفہ کے دن سے زیادہ جہنم سے آزادی کسی دن نہیں ملتی، ساتھ ہی اللہ رب العالمین گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے اور اپنے فرشتوں کے پاس اہل عرفہ کو فخر سے ذکر کرتا ہے۔

ان کا وقوف اور پھر وہاں سے واپسی مومن کو محشر کی یاد دلاتی ہے جب بندے ارض محشر میں قیامت کے میدان میں فیصلہ سننے کے لئے کھڑے ہوں گے، اور اگر تم انہیں مزدلفہ میں رات گزارتے دیکھ لو، وہ نیکی کے ساتھ رات گزارتے ہیں، اور صبح سویرے مشعر حرام کے پاس ذکر کرتے ہوئے اللہ کی طرف چل پڑتے ہیں، پھر منی پہنچتے ہیں اور یہاں وہ اپنی آرزؤں کو حاصل کر لیتے ہیں، اور جمرات کو کنکری مارتے ہیں، پھر بال منڈواتے ہیں، اور قربانی کا جانور ذبح کرتے ہیں، اور اللہ سے رشد و ہدایت کا سوال کرتے ہیں پھر طواف افاضہ اور سعی کی غرض سے بیت اللہ کی طرف نکلتے ہیں اور اس طرح وہ اپنا حج مکمل کر لیتے ہیں۔

کتنا بہتر مبرور عمل ہے اور کتنی اچھی مقبول کوشش ہے، لہذا اسی نہج پر بندوں کو عمل کرنا چاہیے اور اطاعت الہی کے امور میں جد وجہد کرنے میں منافست کرنی چاہیے، لہذا اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور کعبہ مشرفہ کا طواف کیا، اور کتنی عظیم کامیابی ہے اس کے لئے جس نے وقوف عرفہ کیا اور تکبیر و تلبیہ پڑھا چنانچہ اس کے گناہ بخش دئے گئے اور اس نے بڑا اچھا حصہ پایا۔

أعوذ باللَّه من الشَّيطان الرَّجيم

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَـَٔابٍ﴾

"جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانا"۔[الرعد: 29]

اللہ رب العالمین مجھے اور آپ کو قرآن عظیم کی برکتوں سے نوازے۔۔۔۔!!!

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں جسے چاہا اسے بیت اللہ کی زیارت کی توفیق دی، اور ان عظیم مشاعر مقدسہ کے شوق کی تکمیل کے لئے انہیں مخصوص کیا، میں اللہ سبحانہ تعالی کے بے پناہ فضل واحسان پر اس کی حمد بیان کرتا ہوں۔

اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں جو بادشاہ ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

نیز میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، بہترین معلم اور امام ہیں، اللہ رب العالمین ان پر اور ان کی نیک معزز آل واصحاب پر رحمتیں نازل کرے۔

مسلمانو!

حج کو فرض کرنے میں اسلام کے مقاصد میں سے ایک مقصد: اسلامی اخوت کے مبادی کو کلمہ تقویٰ اور حق کی شہادت کے تحت پختہ کرنا ہے۔

حج میں مسلمانوں میں الفت قائم ہوتی ہے، اسلام کی عظمت اور ایمانی عزت کا احساس ہوتا ہے، اس میں اسلام کے واضح مساوات کا مفہوم روشن شکل اور خوبصورت معانی کے ساتھ واضح ہوتا ہے اور محبت اور باہمی ربط راج کرتا ہے۔

جب تمام مسلمان ایک مقام ہر ایک ساتھ ایک ہی لباس میں ایک رب سے آہ وزاری اور خشوع کے ساتھ دعا کرتے ہوئے اکٹھے ہوتے ہیں تو وحدت والفت کا مظہر نظر آتا ہے، نسلوں کا امتیاز مٹ جاتا ہے، کسی شخص کو دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں ہوتی، اور نہ ہی کسی کو رنگ کی بنیاد پر فضیلت حاصل ہوتی ہے، اور یہ کوئی تعجب والی بات نہیں ہے کہ اللہ رب العالمین حجۃ الوداع کے موقع پر اس مبارک دن میں دین اسلام کی تکمیل کی بابت آیت نازل فرمائے: ﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي

وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ﴾ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا"،اور کتاب وسنت پر عمل کی بنیاد پر اتحاد کا قاعدہ، بھلائی اور نیکی کے کاموں پر تعاون کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو اتحاد کی راہ میں اور اسلام کی صحیح فہم سے آگاہی میں نیز اس پر عمل میں معاون ہے۔

اللہ کے بندو!

کسی عذر کی بناپر عمل سے رک جانے والا عمل کرنے والے کے ثواب میں شریک ہے، بسا اوقات کسی نیک عمل کی نیت کرنے والا عمل کرنے والے سے سبقت لے جاتا ہے، کتنی ہی ایسی نیتیں ہیں جو عمل پر سبقت لے گئیں، جس کا وقوف عرفہ چھوٹ گیا ہو اسے چاہیے کہ اللہ کے ان حقوق کی ادائیگی کرے جنہیں وہ جانتا ہے،اور جو مزدلفہ میں رات گزارنے سے عاجز رہ گیا اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت پر رات گزارے،اور اس کے لئے یوم عرفہ کا روزہ مشروع ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادے گا"۔(صحیح مسلم)۔

لہذا دعا اور تہلیل و تکبیر، تحمید اور دوسرے اذکار کے ذریعہ حجاج کی مشارکت کرو، تمہارا رب کریم ہے، عبادت کے موسم کے چلے جانے سے قبل اس سے فائدہ اٹھالو، کیوں زندگی بڑی غنیمت والی چیز ہے، ایام بس گنتی کے ہیں اور اعمار بہت مختصر ہیں۔

پھر یہ جان لو کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنے نبی پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔!!!

فہرست عناوین

مقدمہ 5

شہادتین 7

کلمہ توحید کی فضیلت 9

اپنے نبی ﷺ کو پہچانیں 24

نماز 37

اسلام میں نماز کی شان 39

دین میں نماز کی اہمیت 50

نماز باجماعت کا وجوب 64

زکاۃ 73

زکاۃ 75

صدقہ کی فضیلت 83

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت 90

رمضان کا روزہ 99

رمضان کی تیاری 101

ماہ رمضان کی آمد 107

قیمتی ایام 115

آخری عشرہ کے فضائل 124

لیلۃ القدر 132

وداع رمضان 139

اختتام رمضان 145

حج 151

حج کا سفر 153

حج کے مقاصد 163

حج: سب سے طویل بدنی عبادت ہے 172

ایام حج 178

فہرست عناوین 187

فہرست عناوین 187

# # #

مؤسسة طالب العلم للنشر والتوزيع
00966506090448

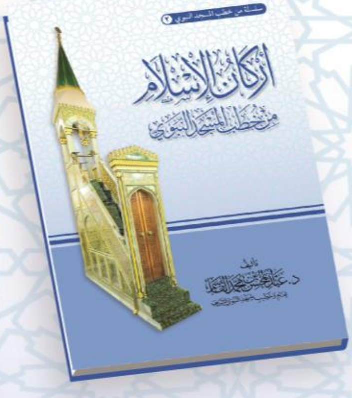

ہماری دیگر مطبوعات

مسجد نبوی کے خطبات سے ماخوذ

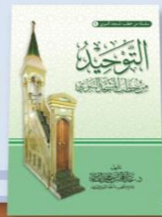

عقیدۂ توحید

عقیدہ ایمان

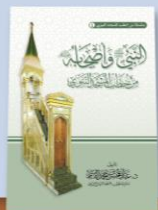

"نبی اکرم ﷺ
اور صحابہ کرام
"

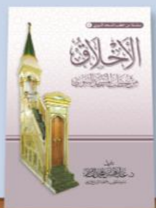

آداب واخلاق